

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

پینتیس واں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 12 نومبر 2016ء بروز ہفتہ بمطابق 11 صفر المظفر 1438 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
04	رخصت کی درخواستیں۔	2
04	مشترکہ قرارداد نمبر 75 منجانب: نواب محمد خان شاہوانی، جناب عبدالرحیم زیارتوال سردار رضا محمد بڑیچ اور محترمہ ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی اراکین صوبائی اسمبلی۔	3
45	مشترکہ قرارداد نمبر 76 منجانب: جناب عبدالرحیم زیارتوال صاحب اور ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی اراکین صوبائی اسمبلی۔	4
49	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	5

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر----- میڈم راحیلہ حمید خان ڈرانی

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب ظہور احمد
 ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔ جناب عبدالرحمن
 چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورنہ 12 نومبر 2016ء بروز ہفتہ بمطابق 11 صفر المظفر 1438 ہجری، بوقت صبح 11 بجے 30 منٹ پر زیر صدارت میڈم راحیلہ حمید خان ڈرانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ط قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ط وَ مَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ

تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿٦٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿٦٤﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا

لَا يَجِدُوْنَ وٰلِيًا وَّلَا نٰصِيْرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ

يٰلَيْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَ ﴿٦٦﴾

﴿ بارہ نمبر ۲۲ سُورَةُ الاحزاب آیات نمبر ۶۳ اور ۶۶ ﴾

ترجمہ: لوگ تجھ سے قیامت کے بار میں سوال کرتے ہیں تو کہہ دے کہ اُس کا علم تو اللہ ہی کو ہے اور تجھے کیا خبر بہت ممکن ہے کہ قیامت بالکل ہی کے قریب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور اُن کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے کوئی حامی اور مددگار نہ پائیں گے۔ اُس دن اُن کے چہرے آگ میں اُلٹ پُلٹ کئے جائینگے حسرت اور افسوس سے کہیں گے کہ کاش کہ ہم اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے۔
وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ۔

میڈم اسپیکر: جزاک اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔
جناب ظہور احمد (سیکرٹری اسمبلی): جناب رحمت علی صالح بلوچ نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف نجی

مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ طارق مگسی صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ موصوف نجی مصروفیات کی بنا
آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار محمد صالح بھوتانی نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور
کرنے کی درخواست گزاری ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

نواب محمد خان شاہوانی صاحب، جناب عبدالرحیم زیارتوال صاحب صوبائی وزراء، سردار رضا محمد بڑیچ صاحب
مشیر وزیر اعلیٰ بلوچستان اور محترمہ ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی صاحبہ رکن صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی
مشترکہ قرارداد نمبر 75 پیش کریں۔

سردار رضا محمد بڑیچ (مشیر وزیر اعلیٰ): ہر گاہ کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ معزز اراکین قومی اسمبلی اور
سینیٹرز صاحبان کو عرصہ پانچ سال کیلئے بلیوسرکاری پاسپورٹ جاری کیا جاتا ہے، جبکہ صوبائی اسمبلی کے اراکین
مذکورہ سہولت سے محروم ہیں۔ عوامی نمائندگان کی حیثیت سے ان کا یہ بنیادی حق ہے تاکہ بین الاقوامی دوروں
کے لئے ویزوں کا اجراء ترجیحی بنیادوں پر ممکن ہو سکے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ
وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے اراکین کو بلیوسرکاری پاسپورٹ جاری کرنے
کیلئے عملی اقدامات کو یقینی بنائے۔

میڈم اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 75 پیش ہوئی۔ کیا محرکین میں سے کوئی ایک اپنی مشترکہ قرارداد
کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔ جی

جناب نصر اللہ خان زیرے: Thank you Madam Speaker جو قرارداد آج ایوان کے
سامنے ہے۔ اور اس طرح کی قرارداد ہم پہلے بھی پاس کر چکے ہیں۔ بلکہ اگر آپ کو یاد ہو اور سیکرٹری صاحب
ریکارڈز نکالیں، ہم نے آئینی قرارداد اس حوالے سے پاس کی تھی۔ جو بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے، مگر

صد افسوس کہ اس سے پہلے بھی میں سمجھتا ہوں اس بلیو پاسپورٹ کے مسئلے پر ایک نہیں تو نہیں شاید ہم نے تین چار resolutions پاس کئے ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ وفاقی حکومت اس اہم قرارداد کو درخور اعتنا نہیں سمجھتے بلکہ وہ، میں کیا لفظ استعمال کروں کہ وہ اس قسم کی قراردادوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے ہیں حالانکہ یہ بہت اہم المیشو ہے۔ اور ہم نے بارہا اس اسمبلی کے ممبران نے مطالبہ کیا ہے کہ تمام ممبران کو بلیو پاسپورٹ دیا جائے۔ اس لئے کہ بہت سارے ہمارے official visit ہوتے ہیں، کئی ممالک میں جانا پڑتا ہے، اسمبلی کا visa problem ہوتا ہے، visa نہیں ملتا، کئی کئی مہینے لگ جاتے ہیں، بہت ویزے ہمارے پارلیمنٹین کے، ہماری اسمبلی کے ممبران کے ویزے جو ہیں وہ reject کر دیتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک بار پھر وفاقی حکومت سے ہم التجا کرتے ہیں ہماری درخواست ہے ہم نے اس سے مطالبہ کیا ہے کہ آپ اس قرارداد کی اہمیت کو جانیں، آپ اس قرارداد کی روح کے مطابق اس پر عملدرآمد کرائیں اور آپ سے بھی گزارش ہے You are the Custodian of the House. کہ آپ اس کو ذاتی طور پر آپ قومی اسمبلی کے اسپیکر کے سامنے یہ مسئلہ اٹھائیں، آپ یہ فارن آفس کے سامنے یہ مسئلہ اٹھائیں کہ کیوں وہ ہمارے ممبران کو یہ بلیو پاسپورٹ نہیں دے رہے ہیں۔ تو میں اس قرارداد کی جو ہمارے منسٹر صاحب نے پیش کی ہے، میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔ اور آپ سے پھر ایک دفعہ ریکوئسٹ ہے کہ اس مسئلے کو سنجیدہ لے لیں۔

Thank you Madam Speaker

میڈم اسپیکر: جی جان جمالی صاحب۔ جی ڈاکٹر رقیہ ہاشمی صاحبہ آپ محرک ہیں۔ زمر خان صاحب ڈاکٹر صاحبہ تشریف لے آئی ہیں، پہلے نہیں تھیں ابھی وہ بات کرنا چاہ رہی ہیں۔

ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی: بلیو پاسپورٹ کا جو مسئلہ ہے اس کے بارے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ ہمارا حق بنتا ہے، اگر ایک نج کوریٹارمنٹ کے بعد حکومت تمام privileges مل سکتی ہیں۔ ایک Ex-MPA کے پاس یہ ضرورت نہیں ہے، تو براہ مہربانی یہ بلیو پاسپورٹ کیلئے بلوچستان اسمبلی کے معزز اراکین کیلئے اس پر آپ ذاتی کوشش کریں آپ شاید اس پر کام کر بھی رہے ہیں لیکن اسمبلی کے ممبران کو اس پر update کریں۔ Ex-MPA ہم بن جائیں گے، میری اس وقت کہنے کا مقصد یہ ہے کہ موجودہ پارلیمنٹ میں جو ممبران ہیں انکو اور Ex-MPA کو یہ privilege ہونی چاہیے۔ ابھی یہ جو گورنمنٹ آفیشل ہے، ریٹارمنٹ کے بعد انکو یہ تمام سہولیات میسر ہیں، Ex-MPAs تو elect ہو کے آتے ہیں تو انکے ساتھ یہ زیادتی کیوں ہے؟ تو آپ سے گزارش کرنا چاہوں گی کہ ججز اور گورنمنٹ آفیشل جس جس گریڈ میں جن کو یہ بلیو پاسپورٹ جاری ہوئے ہیں جو

compare کر کے دینگے تو پروٹوکول میں اُنکی اور ایم پی اے کی حیثیت کیا ہے اور گورنمنٹ سرونٹ کی حیثیت کیا ہے تو kindly اس پر آپ مزید کوئی روشنی ڈالیں۔ اس میں شاید جان جمالی صاحب بہتر انداز میں کیونکہ یہی mover تھے اُس وقت، یہ بہتر انداز میں اسمیں اپنا حصہ ڈالیں۔

میڈم اسپیکر: شکر یہ۔ جی جان جمالی صاحب۔

میر جان محمد خان جمالی: thank you Madam. میں تھوڑا آپکو background بھی

دے دیتا ہوں اور تھوڑی حقیقتیں بھی بتا دیتا ہوں۔ قومی اسمبلی اور سینٹ نے یہ میرے خیال میں چار سال پہلے قانون پاس کرایا۔ اور اُنہوں نے بڑی سمجھداری کے ساتھ بجٹ کے دوران یہ مراعات پاس کرائیں، اسپیکر فہمیدہ مرزا صاحبہ تھی، اور چیئرمین اُس وقت تھے ہمارے وکیل فاروق ایچ نایک صاحب۔ اُس وقت سینٹ میں ایک کمیٹی ہماری ہوتی تھی فنانس کمیٹی، اُدھر سے move کرایا۔ سینٹر احمد علی اُسکے چیئرمین تھے۔ تو اُنہوں نے سفارشات یہ مرتب کی کہ تاحیات سینٹرز اور ایم این اے کو بلیو پاسپورٹ authorise کیا جائے، یہاں بات ختم نہیں ہوئی تھی۔ اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ تاحیات اُن کو میڈیکل کی بھی سرکار وقت حکومت پاکستان یہ مراعات دے گئی کہ میڈیکل بھی cover ہو سینٹرز اور ایم این اے کیونکہ وہ نمائندے رہے ہیں قومی اسمبلی اور سینٹ کے۔ تھوڑا سا بیچ میں مذاق ہو گیا تھا، کہ احمد علی خان صاحب سینٹر تو لکھا ہے لیکن spouse لکھنا بھول گئے ک سینٹرز اور ایم این اے کے گھر spouse انکی گھر والی ہے تو گھر والی کو بھی بلیو پاسپورٹ ملنا چاہیے، پھر وہ تین دن ڈر سے گھر بھی نہیں گئے کیونکہ بھابھی ہماری ناراض ہو گئیں اُن سے کہ تم آؤ تو سی گھر ناں، وہ سینٹر بیچارے، بوڑھے بوڑھے ہوتے ہیں ویسے بھی گھر میں ہم بہت بہادر ہوتے ہیں ہم لوگ سینٹرز جتنے۔ تو یہ مسئلہ تھا۔ وہاں یہ پاس ہو گیا سب کچھ۔ اور فنانس بل کے دوران یعنی بجٹ کے دوران فہمیدہ مرزا کو بھی attract دیا اس چیز نے، وہ پاس ہو گیا۔ ابھی وہ قانون کا حصہ ہے آپ کا، ایکٹ ہے، تاحیات۔ مجھے اور ڈاکٹر حامد خان اچکزئی صاحب جو اُدھر سے واپس آئے سینٹ اور قومی اسمبلی سے ہمیں blue پاسپورٹ authorise ہے تاحیات اور ہمیں میڈیکل جو cover ہے گورنمنٹ آف پاکستان کی طرف سے وہ authorise ہے۔ یہ چیزیں سامنے لے کے اُدھر جب میں صوبائی اسمبلی میں آیا اور اُدھری آپ والی نشست پر بیٹھ کر move کرایا، باقاعدہ قرارداد کی شکل میں گئی چیز، یہ نہیں کہ صرف بلوچستان اسمبلی سے پختونخوا اسمبلی نے بھی قرارداد کی شکل میں پاس کیا اور پنجاب نے بھی اور سندھ نے بھی۔ اور وہ interior میں چلی گئی۔ ابھی زیرے صاحب کہہ رہے تھے کہ صرف ہم سرکاری دورے پر۔ سرکاری دورے نہیں، عوامی نمائندے کی یہ عزت ہے اُس کے وقار کا

حصہ ہے اُس کو تاحیات بلیو پاسپورٹ دیا جائے۔ اور ٹوٹل آپ کے سارے پاکستان میں ایک وقت پر گیارہ سو کچھ عوامی نمائندے ہوتے ہیں، سینٹ، قومی اسمبلی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کو ملا کے گیارہ سو کچھ بنتے ہیں حکومت پاکستان کو گیارہ سو بلیو پاسپورٹ دینے سے کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ ابھی interior منسٹری میں جا کے پہنچ گیا یہ معاملہ، interior سے response نہیں ہوا ہے جیسے آپ خود فرما رہی تھیں چیئرمین میں کہ سردار ایاز صادق سے آپ کی بھی بات ہوئی اور میں نے بھی کی۔ تو انہوں نے بھی کہا کہ آپ جلدی پاس کرا کے دو کہ میں چوہدری نثار سے کرا دوں۔ پتہ نہیں کہ چوہدری نثار کن معاملات میں پھنس گئے۔ آپ کو ابھی نئے سرے سے اس کو move کرنا ہے۔ اور ایک اسپیشل یہاں سے کمیٹی بنائیں جو جا کے بیٹھ جائے اور اُن کے تو ویلکی لیکس ٹائپ مسئلے چلتے رہیں گے اور اُن کے counter بیان آتے رہیں گے۔ لیکن ہمارے معاملات تو حل کرائیں عوامی نمائندوں کے۔ 15 مئی ٹوٹل ان حکومتوں کے رہ گئے، پھر سب نے دَم آدم مست قلندر کی طرف جانا ہے۔ اُس میں یہ کام مکمل کر لینا چاہیے اس میں خلیت نہیں ہونی چاہیے مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ interior ministry خلیت کر رہی ہے۔ کیا مسئلہ ہے کہ عوامی نمائندوں کو عزت دینے سے؟ اور یہی جمہوری حکومت میں عوامی نمائندے، ہندوستان کے جو لوک سبھا کے ممبر ہیں، راجیا سبھا کا، وہ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی اُس کی پنشن ہے۔ وہ کہاں پہنچ گئے اور ہم باتیں کرنے والے کہاں پہنچے ہیں۔ اور اُن کی عزت ہے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ ریٹائرڈ ایم این اے آر ہے تھے وہاں foreign tour پر تھے اُن کو Ambassador اتنی عزت دے رہے تھے جتنے sitting MNAs کو۔ دنیا کہاں پہنچ گئی ہے ہم بجاالت میں پڑے ہوئے ہیں یہ اسی طرح کہ SO فائل دبا کے بیٹھ گئے، وہی سردار کھیترا ان والی فائل بھی لیویز والی پڑی ہوئی ہے اے جی آفس میں۔ AG صاحب نیا ہے جب وہ clear کریگا پھر آپ کی لیویز والوں کا تنخواہ ملے گی۔ یہ حالت ہے عوامی نمائندوں کی اہمیت یہ ہے۔ ہمیں اپنی عزت خود بڑھانی ہے اور منوانی ہے۔ تو یہ میں نے کہا کہ سارا background آپ کے سامنے رکھوں۔ اور بھابھی رقیہ کی مجھے سمجھ آ رہی ہے کہ کیا مسئلہ ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سعید ہاشمی کو تاحیات بلیو پاسپورٹ مل گیا ہے اور بھابھی کو بھی ملنا چاہیے۔ وہ آسانی ہو جائیگی گھر کے اندر۔ ابھی وہ سعید ہاشمی گھر پر بیٹھ کے بلیو پاسپورٹ ڈھونڈتا پھرتا ہے۔ اور یہ میں ہوں جو میں کہتا ہوں کہ میں بلیو پاسپورٹ پر گھومتا رہوں اور میری spouse گھر میں بیٹھی رہے، تو یہ معاملات ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کے ساتھ یہ چیزیں رکھ دوں۔ پھر آپ لوگ جیسے take up کریں۔ بہت شکریہ۔

میڈم اسپیکر: شکریہ۔ جی زمر خان اچکڑی صاحب۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: شکریہ میڈم اسپیکر! اس میں نے میں نے جو بات کرنی تھی جمالی صاحب نے کر بھی دی لیکن میں اس میں اتنا کہوں گا کہ میرے خیال میں دو تین دفعہ قرارداد پہلے بھی ہم نے پیش کی ہے اس اسمبلی سے پاس بھی ہوئی ہے۔ اس پر عملدرآمد نہیں ہوا تو کیا پھر یہ حق ہمیں پہنچتا ہے کہ ہم اس کو دوبارہ پیش کریں۔ کیونکہ اس کا تعلق مرکز سے ہے اور مرکز میں ایک صوبہ نہیں ہے چار صوبے ہیں پنجاب، پنجتو، ننھا اور سندھ ہیں اگر ہم نے اس چیز کو کرنا ہے۔ میڈم اسپیکر! اس چیز کو ایک حد تک پہنچانا ہے تو جس طرح جمالی صاحب نے کہا کہ کمیٹی بنا کے اور وہ کمیٹی تینوں جو باقی ہمارے صوبے ہیں کم از کم ان سے contact میں رہیں اور ان کے ساتھ ملیں کہ اسلام آباد میں ایک میٹنگ کر کے چاروں مل کے اس کو کر سکتے ہیں otherwise یہ صرف بلوچستان اسمبلی نہیں کر سکتی ہے ناں وہ ہماری قرارداد پر وہ عملدرآمد کریں گے جب تک چاروں صوبے اس پر stand ناں لیں۔ اور ہمیں پتہ نہیں جان صاحب نے کہا ہے کہ اس میں باقی تین صوبوں نے بھی پیش کیا ہوا ہے۔ آج اگر وہاں پنجاب اسمبلی اس کو پاس کرے گی تو میں کہتا ہوں کہ چوہدری صاحب اگر ایک دم اس پر عملدرآمد کرے گا اور قومی اسمبلی میں پاس ہو جائے گا۔ تو میری تجویز یہی ہے کہ اگر ہم اس کو بھی پاس کریں گے پاس تو ہو جائے گی ہم چاہتے ہیں ہماری ایک عزت ہے جس طرح جان صاحب نے کہا۔ ہم منتخب ممبران ہی سینیٹرز کو منتخب کرتے ہیں۔ تو اس حوالے سے میں یہ کہتا ہوں کہ آپ اگر اس پر رولنگ دیں اور اگر اس کو پاس کرنا ہے تو پاس کریں لیکن وہی حیثیت ہوگی جو پرانی ہم نے تین چار پاس کیے ہیں ہم اسی پر کیوں stand ناں لیں کہ اسی پر عملدرآمد ہو۔ ہم یہ کہہ دیں کہ ہماری قرارداد کی کوئی حیثیت نہیں ہے وفاق ہمیں اس کی وجہ بتا دے۔ اور سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم باقی تین صوبوں سے مشاورت کرنے کے بعد ہم تینوں ایک کمیٹی بنا لیں ہر صوبے سے اور وہ چاروں صوبے بیٹھ کے مرکز پر باؤڈرلیں کہ یہ ہمیں بلیو پاسپورٹ اور دیگر جو مراعات ہیں وہ ہمیں دے دیں۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: شکریہ۔ جی کریم نوشیروانی صاحب!

میر عبدالکریم نوشیروانی: thank you میڈم! اس قرارداد کے حوالے سے میں کچھ بولنا چاہتا ہوں آپ تین اسمبلیوں کا اس سے پہلے لے لیں کہ بلوچستان میں کتنی قراردادیں پاس ہو کر چلی گئی ہیں مرکز میں صرف تین اسمبلیوں کی، بد قسمتی سے جتنی قرارداد یہاں سے پاس ہو کر مرکز میں چلی جاتی ہیں۔ تو ان پر implement نہیں ہوتی ہے ان کو اٹھا کر ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں۔ اس سے بہتر ہوگا کہ کمیٹی تشکیل دیں جیسے ہمارے دوستوں نے کہا وفاق سے سینیٹ سے بیٹھ کر اس کا فیصلہ کر کے کہ بلوچستان کی

قراردادوں کو کیوں اتنی اہمیت نہیں دیتے ہو؟ یہ اُس وقت تک آپ کی قراردادوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے میں 85ء سے اس اسمبلی آ رہا ہوں آج تک میرا خیال ہے ہزاروں قراردادیں گئی ہیں مرکز میں۔ مگر وہاں میں کیا بتاؤں آپ کو۔ مرکز میں ایک چیز ہے کانوں سے بہرے ہیں اور آنکھوں سے اندھے ہیں بلوچستان کی جو بھی قرارداد جاتی ہے اُس کو اٹھا کر پھینک دیتے ہیں کہتے ہیں ”پرے کر اُس کو پرے کر“ جب تک آپ نے کمیٹی تشکیل نہیں دی۔ اور کمیٹی جا کر ایک فیصلہ کرے کہ اس بلیو پاسپورٹ کی، اچھا! جب آپ تینوں صوبوں کو دیتے ہو۔ تو بلوچستان نے کیا گناہ کیا ہے بلوچستان نے تو کوئی گناہ نہیں کیا ہے بلوچستان میں ایک چیز ہے ہم خود منتشر ہیں اسمبلی کے ممبران بھی منتشر ہیں۔ ہم خود بٹے ہوئے ہیں ایسی قرارداد جب آ جاتی ہے صرف ہم یہاں سے بولتے ہیں اُس کے بارے میں دلیل دیتے ہیں۔ مگر بد قسمتی ہم اُن کو نہیں کہتے ہیں خدا کے لئے بلوچستان کی قراردادوں کو اہمیت دیں۔ اور بلیو پاسپورٹ کی اشد ضرورت ہے۔ جبکہ آپ فرنیچر اور سندھ، کو دے رہے ہو تو بلوچستان نے کیا گناہ کیا ہے سب سے pro-Pakistani ہم ہیں۔ جب راسکوہ کی سرزمین پر ہم نے ایٹمی دھماکہ کیا تھا ہم نے اپنے سینے پر دھماکہ کیا بلوچستان میں ہم pro-Pakistani ہیں اس ملک کے لیے ہم نے بھی قربانیاں دی ہیں بلوچستان کی تاریخ آپ کے سامنے ہے جب 47ء میں پاکستان بنا تو قائد اعظم تشریف لائے تھے کراچی میں، بلا یا تھا جام آف لسبیلہ خان صاحب کو، پاکستان میں جو چار State تھے، بلوچستان چوتھا State تھا یہ برٹش بلوچستان تھا آپ کا capital۔ قلات، مکران، خاران اور بیلہ۔ خان صاحب نے اس سے پہلے یہ جو کہا تھا ”کہ میں پاکستان میں شامل نہیں ہونا چاہتا ہوں“ نواب آف خاران نواب عبداللہ خان نوشیروانی، اور جام آف لسبیلہ جام غلام محمد، جام غلام قادر کا والد انہوں نے جب پاکستان میں شامل ہوئے تو کرسی کی دو ٹانگیں ٹوٹ کر، تو پھر خان صاحب نے قائد اعظم کو بلا کر، اُسے سونے سے تولا گیا سب سے پہلے ہم pro-Pakistani ہیں ہم پاکستان کو دل و جان سے پیار کرتے ہیں۔ مگر بد قسمتی سے وہاں یہی تاثر دے رہے ہیں کہ جناب بلوچستان کے لوگ anti-State ہیں بلوچستان کے لوگ پاکستان کو نہیں چاہتے ہیں۔ کیوں؟ آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں 47ء کے بعد بلوچستان میں کیا ہے۔ ابھی تک وہی منتشر پالیٹیشن ہے بلوچستان کی۔ آپ نے کیا دیا ہے بلوچستان کو۔ ایک MPA کو آپ دے رہے ہیں 25 کروڑ روپے۔ پی ایس ڈی پی ابھی تک release نہیں ہو رہی ہے آپ کے مرکز کی وجہ سے کہ پیسے قسطوں پر ملتے ہیں۔ کیوں بلوچستان کے ساتھ ایسا ہو رہا ہے؟ اگر آپ چاہتے ہیں میڈم! تو مہربانی کریں کمیٹی تشکیل دیں اشد ضرورت ہے بلیو پاسپورٹ کی۔ دوسری ایک اور بات رحمت صاحب آج نہیں ہیں جنہوں نے 3 سو پوسٹیں چنگو رکودیں۔ یہ کہاں کا انصاف

ہے بلوچستان کے بتیس ڈسٹرکٹ ہیں ابھی ایک ڈسٹرکٹ اور بھی آیا ہے دکی 33، آپ 3 سوپوسٹیں صرف ایک ڈسٹرکٹ میں دیتے ہیں۔ اور ہوم منسٹر بھی چنگوڑ کا، ہیلتھ منسٹر بھی چنگوڑ کا، دونوں بیٹھ کر 3 سوپوسٹیں اور میں اپیل کروں گا اپنے دوستوں سے کہ مہربانی کریں انکا فیصلہ کریں۔ آپ کیا انصاف کریں گے۔ آپ نے جتنی ambulance تھیں چنگوڑ کو دیئے پوسٹیں 2014ء سے لیکر 2015.16 تک ایک ہزار پوسٹوں سے زیادہ انہوں نے چنگوڑ کو دیں۔ اس صوبے کے ساتھ کیوں ایسا ظلم ہے، منسٹر ہوتا ہے تو پورے صوبے کا۔ ہم اسکول ہائی کورٹ تک لے جائیں سپریم کورٹ تک لے جائیں پاکستان زندہ باد، بلوچستان پائندہ باد۔

میڈم اسپیکر: resolution کے درمیان point of order نہیں ہو سکتا پہلے speeches ہو جائیں پھر۔ جی جعفر مندوخیل صاحب۔ دمڑ صاحب اس کے بعد آپ کو کیوں ایک ادھر سے ایک ادھر سے۔ شیخ جعفر خان مندوخیل (صوبائی وزیر): شکر یہ میڈم اسپیکر! آج جو resolution آئی ہے میں بحیثیت پارلیمانی لیڈر ریکوئیٹ کرتا ہوں، یہ آج قرارداد حقیقت میں اس پر مجھے حیرانگی ہوتی ہے، مطلب سمجھ نہیں آتی ہے، definitely میرے خیال میں اس اسمبلی میں one of the senior most member ہوں۔ اسلام آباد جو ایک mindset ہے یہ ابھی تک نہیں بدل سکا ہے۔ وہ خود سیاسی نہیں ہو سکے ہیں۔ پھر آگے دوسروں سے گلہ کرتے ہیں کہ بس جو مراعات ہیں چار پانچ تک ہیں جو عزیمتیں چار پانچ تک ہیں۔ کچھلی بار تو منسٹرز کے flag بھی اتار دیئے تھے انہوں نے اپنے flag کیوں نہیں اتارے۔ پھر ایک mindset کی وجہ سے میں نہیں سمجھتا پیپلز پارٹی کی حکومت آئی تھی، اُن کو کرنا چاہیے تھا۔ وہ تو ایک public حکومت ہے، i don't know اُس وقت ہم لوگوں نے زور نہیں لگائی یا کیا نہیں ہوا ہے۔ یہ تو member کا استحقاق بنتا ہے۔ اگر سینیٹر کا بنتا ہے، MNA کا بنتا ہے، وہ بھی elected لوگ ہیں۔ MPA جو بھی ہے، وہ بھی elected ہے اور اُن کے spouses کے بھی کیونکہ spouses نے جانا ہوتا ہے، اکثر دنیا میں ایک قاعدہ ہے، یہ وہ minds میرے خیال تبدیلی لانی پڑے گی۔ جب تک جمہوری معاشرہ develop نہیں سکتا ہے، میں as a minister میں کہتا ہوں کہ ہمارا حق بنتا ہے کہ سب کچھ minister کو دے دو۔ آگے پھر میں MPA کے لیے سوچتا ہوں کہ ”نہیں نہیں، MPA کا تو کوئی حق نہیں بنتا ہے کیونکہ وہ تو minister نہیں ہے“ basic institution تو دونوں کا ایک ہے۔ یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ ایک mindset ہے کہ کیوں؟ ہر ایک کی عزت کیوں؟ عزت تو محدود رکھو بس چند لوگوں کیلئے۔ کیونکہ صبح سے شام تک سینیٹ والے ادھر کھنچائی کرتے ہیں۔ کبھی اجلاس میں نہیں جاتے ہیں۔ کبھی کورم توڑ دیتے ہیں۔ ورنہ انکو بھی واللہ کے دے

دیتے۔ میں حقیقت بتا رہا ہوں کہ mindset اس طرح ہے ورنہ اُن کو بھی کہتے مت دو عزت۔ ہاں سرکاری ملازم کا ہو سکتا ہے۔ اُس کا بھی حق ہے۔ میں سرکاری ملازم کے خلاف نہیں ہوں۔ اُس کا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن آپ elected ممبرز کو آپ کیوں نہیں دیتے؟ اگر ادھر کوئی اٹھ کر تھوٹی سی بات کر لیتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ خدا کے لیے اسمبلی کا استحقاق مجروح مت کریں۔ کوئی اس طرح سختی مت کریں جس سے اسمبلی کا استحقاق مجروح ہو یا دوسرا ہو۔ یہ حیثیت نہیں دیتے ہیں بلیو پاسپورٹ کیا ہے صرف یہ ہے کہ جو آفیشل پاسپورٹ ہوتی ہے اُس پر ویزا فری ہے ترکی ہے چائنا ہے کچھ ایسے ممالک ہیں۔ تو آج کل جو دہشتگردی کا لیبل لگ گیا۔ پہلے تو ہم لندن جاتے تھے airport پر ہم کو وہ دیتے تھے اللہ تعالیٰ اُنکا یہ بیڑہ غرق کرے کہ یہ افغانستان کی جنگ شروع کروائی۔ خود دہشتگردی شروع کروائی اور ہم کو دہشتگرد قرار دیا۔ آج کل ہمارے لیے ہر جگہ پاسپورٹ کا اجراء بند ہے کہتے ہیں نہیں آپ لوگوں کو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آفیشل پاسپورٹ میں یہ ایک سہولت آ جاتی ہے کم از کم اتنا ہوتا ہے کہ منتخب ممبر ہے اُسکی کوئی say ہے۔ چلو ہم دوسرے ملکوں سے کیا گلہ کریں کہ وہ ہم کو visa یا دوسری چیزوں میں سہولت نہیں دیتے۔ جب ہم اپنے ممبرز کو خود عزت نہیں دیتے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ diplomatic passport issue ہونا چاہیے کہ اُنکا ایک حق بنتا ہے۔ اور ممبر اسمبلی کا، اسکو 20 ہزار لوگ منتخب کر کے لے آتے ہیں۔ پورے area کا representation کر کے آتے ہیں۔ قانون سازی کرتے ہیں۔ صوبے کا اختیار سنبھالتا ہے، پورے صوبے میں حکومت اُسی کی ہوتی ہے۔ تو یہی اسمبلی سے گورنمنٹ بنتی ہے۔ اگر آپ اسمبلی ممبران کو passport تک issue نہیں کرتے۔ یہ میں سمجھتا ہوں بے عزتی کرنے والی بات ہے ورنہ حق کی بات تو ہے نہیں۔ حق تو وہ جس دن منتخب ہو جائے اُنکو passport issue ہو جانا چاہیے۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ اُنکو تاحیات مراعات دیتے ہیں یا نہیں؟ وہ تو آج مراعات دینے کے لیے تیار نہیں ہیں تاحیات کیا دینگے۔ ایک mindset یہ change کرنا پڑے گا۔ ہمیں بولنا چاہیے کہ ہمیں بھی کیوں آپ لوگ عزت نہیں دیتے اگر ایک institution ہے جس کی بنیاد پر آپ سمجھتے ہیں کہ بنیاد ہی ہماری یہ ہے اسی کی اوپر ہماری یہ عمارت کھڑی ہے۔ بلکہ یہ spouses کا بھی حق ہے۔ کیونکہ وہی اکثر اُنکے ساتھ جاتے ہیں۔ اب یہ حال ہے کہ official passport جمع کر کے بھی ہم کو تین تین مہینے کا visa کے لیے time دیتے ہیں۔ یہ فلاں detail جمع کرادو، فلاں insurance کرادو۔ اتنی fees جمع کرادو۔ میرے خیال میں ابھی یورپی یونین کا visa لے رہا تھا fees کی مد میں کوئی لاکھ روپے سے زیادہ آ گیا۔ انکی insurance fees اور دوسری fees جو تھے visa ایک مہینے کا دیا گیا ہے۔ میں نے شکر یہ کے ساتھ کہا واپس کر دو اول تو ہمیں یہ اہمیت

دیتے ہیں کہ بھئی آپ تو دہشتگرد ملک سے تعلق رکھتے ہو۔ پھر ہم اپنے ہی ممبر کو اگر خود عزت ناں دیں تو پھر یہ زیادتی ہے۔ چلو وہ ہمارے ساتھ اس جرم میں شریک تھے۔ آج بلوچستان میں جو ہو رہا ہے آج جو افغانستان میں ہو رہا ہے ٹھیک ہے ہمارا ہاتھ ہے اسمیں۔ تاریخی طور پر اگر ہم دیکھ لیں 73ء سے لیکر آج تک۔ لیکن وہ شریک تھے ان کے کہنے پر ہم نے کیا ہے۔ چاہے west تھا چاہے امریکہ تھا یہ لڑائی تو اُنکی تھی۔ ہم نے تو ناحق اپنے سر پر کرائے کے فوجی بن کر کے لے گیا۔ لیکن آج وہ صاف ہیں ہم گناہگار ہیں۔ وہ تو، چلو کریں۔ ابھی ہم کمزور ہیں زور آور کے ساتھ ہماری کوئی بات نہیں چلتی ہے۔ نہ ہماری انٹرنیشنل lobbying اتنی مضبوط ہے کہ ہم اپنے آپ کو ان چیزوں میں تھوڑا کلیئر بھی کرا سکیں۔ کم از کم اپنے ممبران کو تو عزت دیں۔ صرف، مجھے پتہ ہے انکا، اسلام آباد کی mindset جو ہے وہ کہتے ہیں ”کیوں اس کی عزت ہو“ ادھر ہم وزیر گیلری میں کبھی جاتے ہیں آگے بیٹھے ہوتے ہیں آ کر کے چھوٹی چھوٹی باتیں کرتے ہیں ”کہ یہ کیسے آگے بیٹھے ہوئے ہیں“، بھئی منتخب ممبر ہیں اُنکی اپنی الگ گیلری ہے۔ اس چیز کے اوپر بھی انکا دماغ اتنا ہی چھوٹا ہے۔ اپنے لیے پھر بولتے ہیں کہ سارے مراعات میرے لیے ہوں ساری دنیا کی سب کچھ میرے پاس ہو۔ نہیں، جمہوری اداروں کو انہوں نے مضبوط کرنا ہے اگر جمہوریت کو مضبوط کرنا ہے تو اس اداروں کی جو بنیاد ہے اُسکو پکا کرنا پڑے گا۔ تو اُسکو کنکریٹ کا بنانا پڑے گا اس طرح نہیں ہے کہ نیچے تو آپ نے کچی عمارت کھڑی کر دی اُسکے اوپر رنگ و روغن پلستر کر کے اور آگے آپ اُس سے توقع رکھیں کہ یہ عمارت مضبوط ہو۔ جب تک ایک اسمبلی، چاہے وہ قومی اسمبلی ہے، چاہے سینیٹ ہے، چاہے آپ کی صوبائی اسمبلی ہے، تمام حکومتیں جنم اسی سے لیتی ہیں۔ کیوں نہیں کر سکتے ہیں منسٹر appoint کسی سے out of assembly چاہے وہ سینیٹر ہو، چاہے MNA ہو، چاہے MPA ہو۔ out of assembly کیوں نہیں کر سکتے۔ advisor کا درجہ دے دیں گے یا اسٹنٹ کا درجہ دے دیں گے۔ کیونکہ اُسکے لیے شرط ہے بنیادی طور پر کہ اسمبلی کا ممبر اُسکو ہونا چاہیے۔ لیکن ممبر کو عزت کیلئے ہی ہے ایک نیلا passport تو پاکستان کے نیلا passport کی بھی قسم ہے کوئی عزت ہو۔ دو چار ملک ترکی ہے، جاپان ہے، چائنا ہے وہ تھوڑی بہت ہم لوگوں کو عزت دیتے ہیں۔ even دوسری جگہ پر ہم لوگوں کو وہ بھی نہیں ملتی ہے۔ آپ official passport پر دہی چلے جائیں اور ایک لیبر بھی چلا جائے دونوں کی ایک ہی position ہے۔ لیبر سے بھی وہی visa مانگتے ہیں ایک منسٹر اور MPA سے بھی وہ مانگتے ہیں۔ چلو وہ تو اُن کا رویہ ہے۔ ہم اپنے طور پر اس institution کو تو اہمیت دیں۔ بات institution کی ہے individuals کی نہیں ہے۔ MPA تو بغیر نیلے passport کے بھی چلے جائینگے۔ لیکن آپ اُسکو عزت

کیوں نہیں دیتے؟ جو اس کا ایک حق بنتا ہے وہ آپ کیوں نہیں دیتے ہیں؟ یہ تو اس طرح ہے میں تو سمجھتا ہوں جیسے کہ passport نہ issue کرنے والی بات ہے، ایک cross لگایا ہوا ہے انہوں نے۔ اس corsse کو ختم کرنا ہوگا اگر جمہوریت کو پروان دینی ہے یا جمہوریت کو چلانا ہے۔ یہ ایک جمہوری سوچ اسکے پیچھے ہے۔ یور کرپٹ سے ہمیں کوئی گلہ نہیں ہے establishment سے ہم کو کوئی گلہ نہیں ہے۔ کیونکہ we are not from them. جس institution سے ہمیں اختیار اُنہی کا ہے، آج وزارت داخلہ یہ notification کر دیں کہ each MPA is eligible to get blue passport. منسٹر ہو اسکو بیشک diplomatic دے دیں۔ اگر سینیٹرز کو دے دیا ہے اُن کا حق بنتا ہے اُن کا استحقاق ہے، upper house کا ممبر ہے۔ اُس سے کیا آسمان گر گیا ہے یا کسی ملک نے اعتراض کیا ہے۔ Then why not MPAs یہ سمجھ نہیں آتی۔ MPAs نے کیا قصور کیا ہوا ہے؟ کیا آپ اتنی عزت بھی اُسکو نہیں دینا چاہتے ہیں کہ ایک blue passport issue کر دیں۔ that means آپکا institution کے لیے عزت نہیں ہے۔ جب ہم خود اپنے institution کو عزت نہیں دیں گے تو کوئی باہر سے آ کر کے ہم کو عزت نہیں دے گا۔ ناں establishment ہم کو عزت دے گا۔ ناں دوسرا دے گا۔ جب اپنے گھر کے لوگ اپنے بڑے کو عزت نہیں دیتے، باہر والے اُس کو کبھی عزت نہیں دیتے۔ بات یہاں کی ہے۔ اس سوچ کی ہے، اس سوچ کو انہوں نے بدلنا ہوگا۔ یہ سارے جو elected ممبرز ہیں ان سب کو ایک درجہ میں رکھنا ہوگا۔ اُن کا جو ایک due privilege بنتا ہے، وہ دینا ہوگا۔ including spouses) میں بھی قرارداد میں بھی including spouses لکھ دیں کہ بھی اُنکا بھی وہ حق بنتا ہے۔ thank you very much.

میڈم اسپیکر: جی دمڑ صاحب! سردار صاحب! اس پر بات کریں۔ جی۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: میڈم اسپیکر! واک آؤٹ کر رہے ہیں ہم مجھے ایک منٹ کے لئے فلور دے دیں میں تو ویسے ہی نکل جاتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! نہیں اسی قرارداد پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: نہیں میرے پاس ایک ڈاکومنٹ ہے میں اُس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ اور ہم

واک آؤٹ کر رہے ہیں۔ بہت عزت ہم کو مل گئی اس فلور پر، آپ مجھے فلور دے رہی ہیں؟

میڈم اسپیکر: جی جی۔

سردار عبدالرحمن کھٹیران: میڈم اسپیکر! جعفر خان نے ابھی کہا کہ بلیو پاسپورٹ اور پتہ نہیں کیا کیا، پارلیمنٹ کی کیا عزت ہے کیا سلسلہ ہے نا۔ میڈم اسپیکر! یہ تیسرا مہینہ ہے، تین سال ہو گئے ہیں ہم لوگوں کو ادھر آئے ہوئے۔ یہ بیورو کرہی ہمارے ساتھ کیا کر رہی ہے، یہ انہوں نے ابھی تک ہمیں قبول inhale ہی نہیں کیا ہے۔ یہ ہمیں قبول ہی نہیں کر رہے۔ دنیا جہاں کی آپ ایک ایک، جو فٹ پاتھ کے لوگ ہیں انکو آپ لوگ سیکورٹی دے رہے ہیں۔ پورے کونٹہ کو آپ لوگوں نے قلعہ بنا دیا ہے کہیں پر آپ کا سائنس کالج قلعہ بن گیا۔ ابھی آپ کی یہ بلوچستان اسمبلی قلعہ کے طور پر ہو رہی ہے۔ ہم لوگوں پر آپ لوگوں نے مہربانی کی ہے سی ایم صاحب نے مہربانی کی ہے، چار چار گاڑ ڈیئے ہیں کہ یہ ایم پی ایز کی حفاظت کریں گے۔ اور یہ خود اپنے بندے دیں گے۔ تین مہینے ہو گئے ہیں تنخواہ بند ہوئی، میں نے سیکرٹری فنانس، پہلے وہاں ہوم میں وہ جو کرتا رہا وہ حوالدار کرتا رہا، میں اسکو حوالدار کہتا ہوں میجر تو کبھی نہیں کہوں گا میں۔ اب وہ فنانس میں آ کے بیٹھا ہوا ہے کس کی طاقت سے وہ؟ تنخواہیں بند۔ جو ہمیں گاڑ ڈیئے ہوئے تھے۔ ایک پرائیویٹ گاڑ ہم نہیں اٹھا سکتے کہ ایف سی پکڑتی ہے۔ پولیس ہمیں نہیں ملی، میں توقیدی ہوں مجھے تو ملی ہوگی وہ بھی حفاظت سے لے آتے ہیں، لے جاتے ہیں۔ چار چار گاڑ ڈیئے ہوئے ہیں وہ بھی انکی تنخواہیں بند جی۔ ابھی یہ آپ کے سامنے letter ہے، اکائونٹ جنرل کی طرف سے جو لیٹر جاری ہوا ہے کہ جی انکا طریقہ کار طے کریں اور پالیسی بتائیں، کیسے بھرتی ہونگے؟ اور انکی، پتہ نہیں شناختی کارڈ۔ یہ تمام documents انکو دے دیئے گئے ہیں۔ اس نے مجھے خود comment کیا ہے، اسکے پرنسپل سیکرٹری کے کمرے میں، اکبر درانی نے کہ ”میں نے ریلیز کر دی“۔ یہ سارا ہم لوگوں کو ذلیل کیا جا رہا ہے۔ بلیو پاسپورٹ سے ہم بیزار ہیں۔ آج تک ہم نے جو قراردادیں یہاں لائی ہیں میڈم اسپیکر! تین سال ہو گئے ہیں آپ مجھے بتائیں کہ ایک قرارداد پر عملدرآمد ہوئی ہو؟ وہ تو دور کی بات ہے۔ ہمارا صوبہ کیا۔ میں نے واک آؤٹ کیا، آپ کی وہ گیلری کی پوزیشن آپ کے سامنے ہے۔ ہم لوگوں کی کیا عزت ہے؟ یا جو law and order کی situation اتنی مضبوط ہو چکی ہے کہ ہمیں گاڑوں کی ضرورت نہیں؟ تو کوئی ضرورت ہی نہیں ہے یہ کاغذ بھی اپنے پاس رکھیں۔ ہمیں اس پر، اگر اپوزیشن میرا ساتھ دیتی ہے اور ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: نہیں نہیں، اس پر واک آؤٹ نہیں کریں تمام ممبرز کا مسئلہ ہے۔ سردار صاحب آپ

پلیز! آپ point لے آئے ہیں اس پر ہم بات کرتے ہیں سردار صاحب! میں نے پڑھ لیا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: ہم تو کہہ رہے ہیں اس کو آپ publish کر دیں، کس اخبار میں آیا ہوا

ہے، یہ تو ناجائز بات ہے۔ تین مہینوں سے وہ بیچارے جو ہیں ناں، وہ بغیر تنخواہ ہیں، ہم انکو اپنی جیب سے تنخواہیں دے رہے ہیں۔ یہ بات نہ کوئی یہاں سنتا ہے نہ کوئی آپ کی رولنگ کی کوئی اہمیت ہوتی ہے۔ یہ کیا طریقہ ہے؟

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر قیہ صاحبہ۔

ڈاکٹر قیہ سعید ہاشمی: نہیں نہیں، کامیاب کر کے میں نے ہی ساری بھیجی ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی۔

ڈاکٹر قیہ سعید ہاشمی: AG office کا role کیا ہے after 18th amendments

میں، اس میں بتادیں؟

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! کشور جتک صاحبہ یہ point دو تین دفعہ لائی ہیں پچھلے sessions میں بھی۔ اور اُسکے بعد ہم نے، کیونکہ درانی صاحب باہر گئے ہوئے تھے، فنانس سیکرٹری جو تھے۔ تو ہم نے بات کی انکے ایڈیشنل سیکرٹری سے۔ اور انہوں نے وہ لیٹر بھی بھیج دیا ہے جس میں انہوں نے آڈیٹر جنرل کو لکھا کہ جی آپ انکی تنخواہوں کو ریویوز کر دیں۔ مطلب ایک para لگایا گیا تھا کہ انکی تنخواہیں پنشنس میں جانی چاہئیں۔ تو ہم نے کہا کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن دو ڈیپارٹمنٹس، ہوم ڈیپارٹمنٹ شاید انکے درمیان کوئی correspondence ہوئی ہے۔ تو یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اسکے اوپر، کیونکہ یہ یکدم آیا ہے۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: میڈم اسپیکر؟

میڈم اسپیکر: جی۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: ایک ایم پی اے کو آپ چار گارڈز دیتے ہو۔ اور اُسکے ساتھ تو ہم شناختی کارڈ کے بغیر تو کوئی بھی نہیں لگ سکتا ہے، آیا کوئی لگ سکتا ہے؟

میڈم اسپیکر: نہیں آپ سے agree ہیں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: میڈم شناختی کارڈ کو ہم لوگ تصدیق کرتے ہیں وہ میری ذمہ داری ہے۔

میڈم اسپیکر: agreed.

انجینئر زمر خان اچکزئی: ایم پی اے کی ذمہ داری ہے اس سے بڑی اور کیا آپ گارنٹی دے سکتے ہو کہ میرے ساتھ جو گارڈ ہیں، اُس سے متعلق کل مجھ سے پوچھا جائے گا کہ خدا نخواستہ میرا گارڈ کچھ کرے گا یا غلط آدمی ہے تو پہلے میں نے تصدیق کر کے انکو دیا ہوا ہے۔ اور وہ شناختی کارڈ وہ تصدیق کریں اگر کوئی غلط criminal ہیں تو وہ ہمیں بتادیں کہ آپ کے آدمیوں پر یہ allegations ہیں اُسکو وہ دُور کریں۔ یہ کیا طریقہ ہے جو

جس طرح سردار صاحب نے کہا کہ بہانے بنانے کے تنگ کرنا۔ ہم تنخواہیں اپنی جیب سے دے رہے ہیں۔ میں جو آدمی دیتا ہوں اُسکی responsible تو میں ہوں۔

محترمہ حسن بانور خشتانی: دو بندے ہمارے change ہو چکے ہیں اور اسکا اتنا بڑا process ہے کہ اسکے لئے ایک بندہ تین مہینے کے بعد چلا جاتا ہے۔

میڈم اسپیکر: دیکھیں ڈیپارٹمنٹ کی correspondence میں نے آپکے علم میں لائی ہوں جو کہ میرے علم میں آئی تھی۔ ابھی آپ گورنمنٹ کی سُن لیں۔

محترمہ حسن بانور خشتانی: بالکل اعتراض ہے کہ آپ اکاؤنٹ بنائیں کیونکہ ہمارے بندے چھ مہینے سال سے زیادہ ہمارے پاس نکلتے نہیں ہیں۔ وہ چلے جاتے ہیں اور اگر ہم نے اُنکی تنخواہیں اُنکے اکاؤنٹ میں ڈال دی تو اُسکے بعد ابھی جو وہ دو چار گھنٹے کیلئے آتے ہیں وہ بھی نہیں آئیں۔ تو اس لئے یہ جو process ہے۔ وہ چلے گئے ہیں، اب دو مہینے ہو گئے ہیں۔

میڈم اسپیکر: یہ تمام ممبرز کے ساتھ یہ مسئلہ ہے۔ حکومت بلوچستان کریگی۔ یہ کاغذ ابھی آیا ہے۔ سردار صاحب! یہ تو آڈٹ کی طرف سے آیا ہے۔ جی ڈاکٹر شیخ اسحاق صاحبہ۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میڈم اسپیکر! یہ کہتے ہیں کہ یہ عوامی نمائندے کرپٹ ہیں یہ چار چار لیویز کی تنخواہیں لیتے ہیں۔ یہ صرف جان بوجھ کے میڈیا کو اور یہ سلسلہ۔ یہ چار گارڈز انہوں نے سرکاری بندوقیں دی ہیں انکے باضابطہ شناختی کارڈز جاری ہوئے ہیں۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! یہ تو آڈٹ کی طرف سے آیا ہے۔ جی ڈاکٹر شیخ اسحاق صاحبہ۔
ڈاکٹر شیخ اسحاق بلوچ: ان کی تنخواہیں بند ہو جاتی ہیں کبھی ایک مہینے بعد ریلیز ہو جاتی ہیں پھر چار مہینے کے بعد پھر دوبارہ بند ہو جاتی ہیں، پھر تین مہینے کے بعد بند ہو جاتی ہیں۔ بعض گارڈز کے بچے اسکولوں میں پڑھ رہے تھے انہوں نے اسکولوں سے انہیں نکال دیا۔ بعض کے بچوں کو ہیلتھ اور ایجوکیشن کا issue تھا۔ یہ جو چھوٹے چھوٹے issues تھے، وہ بھی اُن بیچاروں کے ساتھ ہوتے رہے اور جب تین چار مہینے بند ہو جاتے ہیں تو پھر اُنکے گھر میں بالکل کھانے کے بھی لالے پڑ جاتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں اُنکی ایک مہینے کی تنخواہ بھی بند نہیں ہونی چاہیے۔ پہلے اُنکو 17500 ملتا تھا اب وہ بھی کم کر کے 15000 کر دیا۔ یہ تو بہت بڑی ناانصافی ہے۔ کہتے ہیں ”کہ ہم رشوت بھی دے رہے ہیں اور پھر بھی تین مہینے تنخواہیں بند ہو جاتی ہیں“ ابھی اگر آپ اُنکی شکلیں دیکھ لیں کہ اتنے غریب اور مسکین ہیں۔

میڈم اسپیکر: یہ سب کے ہیں میرے بھی ہیں۔

ڈاکٹر شیخ اسحاق بلوچ: اب یہ کہیں اور جارہے ہیں کہتے ہیں کہ ہمیں کہیں اور jobs مل جائیں۔

میڈم اسپیکر: زیارتوال صاحب کھڑے ہیں وہ آپ کو point of view دے رہے ہیں۔ جی ایک

منٹ زیرے صاحب میں نے سن لی آپ کی بات۔ زیارتوال صاحب۔ please گورنمنٹ کی point of

view آپ لے لیں تشریف رکھیں۔ جی مولانا صاحب۔

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف) میڈم اسپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ گھر والا مسئلہ نہیں ہے گاڑ ہویا

نہیں ہو، اُنکی تنخواہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ پوری ایوان کی توہین ہے۔ یہ حکومت کی توہین ہے۔ اور ایک

سیکرٹری اٹھ کر اپنے آپ کو فرشتہ بنا کر کے اور عوامی نمائندوں پر ایک داغ ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے

سیکرٹریوں کو جب اپنے سر پر سوار کر لیا تو یہ سیکرٹری اب ہماری اتنی مذاق اڑاتے ہیں اور ایسے کرتے ہیں۔ میں تو

پوری ہاؤس اور تمام اراکین سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ نہ صرف بحالی کی آپ رولنگ آج دے دیں کہ بس وہ

بحال ہو گئے، نہیں۔ جب اس سیکرٹری کے خلاف کارروائی نہیں ہو جائے یہ جو عوامی نمائندوں کی انہوں نے

توہین کی ہے۔ یہ حکومت بلوچستان کی توہین کی ہے۔ پوری ہاؤس کی توہین کی ہے۔ اور براہ راست یہ کس طرح

کی حرکت ہے۔ اُس وقت تک کوئی بھی آدمی نہ لگایا جائے اور نہ ہی کوئی کام کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: جی زیارتوال صاحب! گورنمنٹ کی point of view بتادیں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ (وزیر تعلیم): ہمارے اسمبلی کے معزز اراکین نے، ایم پی اے،

ایم این اے، سینئرز اُنکو جو لیویز کی چار چار گاڑ دئیے گئے ہیں یہ باقاعدہ اتھارٹی کی دستخط سے اور میری مرضی

اور منشاء سے، میرے سے مراد سب دوستوں کی، چار چار لوگ سیکورٹی کیلئے ہمیں دئیے گئے ہیں۔ اور یہ کنٹریکٹ

کی بنیادوں پر تھے۔ اور ہر ایم پی اے نے اُن کی جو اُس وقت وہ اُن سے مانگ رہے تھے ڈیپارٹمنٹ کے طور پر،

ہر ایک نے شناختی کارڈ اور متعلقہ جو documents اُنکو چاہیے تھی وہ اُنکو provide کر دی ہے اب یہ

جو لیٹر ہے۔ AG office اُسکے ساتھ ہمارا کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ یہ پیسے خزانے سے ہم ہوم کو دے رہے

تھے۔ خزانے سے ان لوگوں کی تنخواہیں ہوم کو draw ہو رہی تھی۔ اور یہ سہ ماہی کی بنیاد پر۔ ہر سہ ماہی کے شروع

ہونے سے پہلے اُنکے پاس چلی جاتی تھی۔ اب واقعاً کوئی دو تین مہینوں سے اُنکی تنخواہیں بھی نہیں ملی ہیں۔ اور

آج یہ کاغذ آپ کے سامنے آیا ہے۔ میں گورنمنٹ کے طور پر اس کاغذ کو withdraw کرتا ہوں۔ اسکی

کوئی حیثیت نہیں اور جس طریقے سے ہم لوگوں کو contract پر لیا ہے ہر ایم پی اے، ہر ایم این، ہر سینٹر کو دئیے

ہیں، اُسکی پابندی کریں گے۔ اُسکے بعد جس کاغذ کی ضرورت پیش آئیگی وہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ ہم deal کریں گے، اگر ایسی کوئی چیز ہے۔ باقی ہماری گورنمنٹ کے معاملات میں اس طریقے سے جو مداخلت ہے اس طریقے سے جو لیٹرز جاری ہوتے ہیں، یہ غلط ہے۔ 9 تاریخ کو یہ جاری ہوا ہے، آج 12 تاریخ ہے۔ یہ میں سب دوستوں کے سامنے کہتا ہوں کہ یہ withdraw ہے۔ اسکی کوئی حیثیت نہیں ہے اور وزیر اعلیٰ کے ساتھ میں بات کروں گا۔

میڈم اسپیکر: جی میرے خیال میں ہوم سیکرٹری اور فنانس سیکرٹری دونوں کو بلا کے اسکو دیکھ لیں۔ ابھی نہیں ہو سکتا۔

وزیر تعلیم: میڈم اسپیکر! آج C-30 سے لوگ گواہ چلے گئے ہیں، یہاں نہیں ہونگے۔ تو اسکا میں floor of the House پر، آپ کسٹوڈین کی حیثیت سے ہیں میں آپکے سامنے یہ رکھتا ہوں کہ یہ withdraw ہے اس کاغذ اس لیٹر کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ withdraw ہے اور اُسکے بعد یہ لے جائیں گے وہاں اور دوسرا notification جاری کریں گے۔ اسناد جو بھی چاہیے لیکن ہمارے لوگوں کو، وزیر اعلیٰ اتھارٹی ہے، پہلے وہ جو وزیر اعلیٰ تھے اُسکی اجازت سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ اب جو وزیر اعلیٰ بیٹھا ہے۔ اب انہوں نے اتھارٹی سے بغیر پوچھے یہ کام کیا ہے۔ اور جو لوگ، جیسے کہ دوستوں کا مطالبہ ہے، جو لوگ اس میں involved ہیں، جنہوں نے اس طریقہ کار کو challenge کیا ہے ہمیں بتائے بغیر، وزیر اعلیٰ کو بتائے بغیر، انکے خلاف ہم کارروائی کریں گے۔

میڈم اسپیکر: اسی پر آپ بات کرنا چاہ رہی ہیں؟ جی۔

محترمہ شاہدہ رؤف: میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جس طرح زیارتوال صاحب نے یہ یقین دہانی کرائی تھی لیٹر کی حد تک ”کہ اسکو ہم واپس لے لیں گے“۔ میں یہ چاہوں گی کہ تھوڑی سی مزید ہمت کریں اور تھوڑا سا ڈبنگ لہجہ میں اور کہہ دیں کہ کب تک انکی تنخواہیں مل جائیں گی؟ کیا ہمیں مزید ایک مہینہ، دو مہینہ، تین مہینہ۔ کیونکہ میں اپنے طور پر سمجھتی ہوں کہ گورنمنٹ انتہائی کمزور وکٹ پر کھیل رہی ہے۔ آج اگر آپ اس فلور پر اتنی بڑی commitment کر رہے ہیں کہ آپ کی گورنمنٹ کو پوچھے بغیر یہ letter issue کیا گیا ہے۔ تو kindly تھوڑی سی اور ہمت کر دیں اور بتا دیں کہ آپ کس date تک ان غریب لوگوں کی تنخواہیں issue کریں گے؟

وزیر تعلیم: سُن لیں میڈم۔ میڈم! نومبر کے مہینے میں تمام سینٹرز، ایم این ایز، ایم پی ایز منسٹرز جن جن کے

گارڈز ہیں سب کی تنخواہیں ہم ادا کریں گے۔

محترمہ حسن بانور خشتانی: میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: جی حسن بانو صاحبہ۔

محترمہ حسن بانور خشتانی: ایک چھوٹی سی بات، میں یہاں آپ کی توسط سے گورنمنٹ کو یہ پیغام پہنچانا چاہتی ہوں کہ جیسے کہ ہمیں basically طور پر جو ہمیں gunmen ملے ہیں وہ تو بطور ایم پی اے ہمیں دیئے گئے ہیں۔ جیسے ایک عاجزانہ سا مشورہ ہے جیسے ہماری یہاں تنخواہیں آتی ہیں ہماری دیگر چیزیں یہاں اسمبلی کے اکاؤنٹ میں آتی ہیں تو اسی طرح اگر ہمارے gunmen کی جو تنخواہیں یا چیزیں ہیں وہ direct اسمبلی کے بینک میں لایا جائے یہاں کے اکاؤنٹ سے، یہاں آ کر کے ہمیں مل جائیں تو اسکے بعد وہاں سیکرٹریٹ یا اس طرف کی وہاں نہ ہمیں محتاجی اٹھانی پڑے گی اور نہ ہی اس قسم کی عزت افزائی والی papers ہمارے پاس آتے رہیں گے۔ یعنی جو بنیادی طور پر ایم پی اے کے تحت ہمیں gunmen دیئے گئے ہیں تو ایم پی اے کے طور پر اسمبلی سے اس کا تعلق ہونا چاہیے انکی تنخواہیں بھی یہیں آنی چاہیے۔ پھر یہاں بیشک آپ انکو فرداً فرداً بلا کر کے انکے ہاتھ میں دے دیں۔ لیکن طریقہ کچھ ایسا نکالا جائے کہ اسمبلی کے احاطہ میں انکے لیے یہاں کوئی ایسا انتظام کیا جائے تو یہ مسئلہ کا حل اس طرح تھوڑی بہت نکل سکتا ہے۔

میڈم اسپیکر: شکر یہ۔ ٹھیک ہے۔ جی زیارتوال صاحب۔

وزیر تعلیم: میڈم اسپیکر! کسٹوڈین آف دی ہاؤس کی طرف سے تمام ہاؤس کی رائے آپ کو معلوم ہو چکی ہے۔ اب گزارش یہ ہے کہ آپ اپنی رولنگ دیں گے۔ اور اپنی رولنگ میں جو جو بے ضابطگیاں ہیں یا جس طریقے سے یہ ہوا ہے اس میں جس کا بلانا چاہیں گے میں تو اپنے آپ کو، کہہ دیا ہے کہ یہ withdraw ہے۔ یہ وعدہ نہیں ہے۔ یہ کاغذ آج کے بعد یہ کاغذ نہیں ہے یہی کہہ سکتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں بالکل۔

وزیر تعلیم: اور اسکے علاوہ جو لوگ، میں نے آپ سے کہہ دیا اس کاغذ کے لکھنے میں یا یہ چیزیں مانگنے میں گورنمنٹ کی اجازت سے بغیر، جنہوں نے یہ کام کیا ہے انکے خلاف ہم انکو آڑی بھی کریں گے کہ کس بنیاد پر کس نے کیا ہے؟ اس کے علاوہ جو بھی آپ رولنگ دیں گے۔ آپ کی رولنگ چونکہ پورے ہاؤس کا فیصلہ ہے میں تو گورنمنٹ کے نمائندہ کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں۔ تو ہاؤس کا فیصلہ اس سے بھی زیادہ وزنی ہو جاتا ہے آپ اپنی رولنگ دے دیں اسکے مطابق انشاء اللہ ہم کارروائی کریں گے۔

میڈم اسپیکر: جی مجید خان اچکزئی صاحب!

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: پورا ہاؤس اس بات پر متفق ہے نومبر ہے پھر دسمبر ہے یہ علیحدہ بات ہے۔ Monday پر اس پر میٹنگ کر لیں اور Tuesday کو Notification جاری کر دیں۔

محترمہ حسن بانور خشتانی: میڈم اسپیکر! ایک چھوٹی سی بات ہے، جیسے کہ سردار صاحب نے اور زیارتوال صاحب نے کہا ہے کہ اس پیپر کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ تمام ایم پی ایز جو ہیں وہ سب میڈیا کے سامنے اس کاغذ کو پھاڑ کے اپنی ڈیسکوں پر رکھیں تاکہ اس سے مکمل طور پر اندازہ ہو سکے کہ یہ جو پیپر ہے اسکی کوئی اہمیت یہ نہیں رکھتی ہمارے لیے۔

میڈم اسپیکر: آپ کا احتجاج ریکارڈ ہو گیا۔ دیکھیں بات complete ہو چکی ہے آپ بار بار نہیں اٹھیں مجھے رولنگ کرینے دیں۔ ابھی گورنمنٹ کی طرف سے بھی یقین دہانی ہو گئی ہے۔ ابھی حکومت کی مثبت یقین دہانی پر معزز اراکین نے جواب دے، جتنے بھی اپنی reservations پیش کی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بڑی genuine ہے۔ تمام، یہ لیٹر حکومت نے withdraw کیا ہے بلکہ یہ کہا ہے کہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ تو اس سے زیادہ میرے خیال میں کوئی یقین دہانی نہیں ہو سکتی ہے۔ اور اس کے ساتھ Monday کو جیسے کہ زیارتوال صاحب نے یقین دہانی کرائی ہے کہ تمام جتنے بھی اس معاملے میں ڈیپارٹمنٹس ہیں، جو concerned departments ہیں، چاہے فنانس ہے، چاہے ہوم ہے یا اے جی افس ہے۔ یہ سب کو، ان کے نمائندوں کو بلا کے تو اس پر حکومت کی طرف سے جو زیارتوال صاحب ہیں اور جو بھی ممبرز، وہ لینا چاہتے ہیں یا پارلیمانی لیڈرز لینا چاہتے ہیں، وہ اس پر لے کے، تو ان کی میٹنگ بلائی جائے گی اور اس پر ان سے یہ پوچھ گچھ کی جائے گی کہ انہوں نے یہ کس طرح سے یہ letter issue کیا ہے؟ thank you! سے نمٹا دیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میڈم! آپ کی رولنگ نہیں آئی ہے۔ رولنگ آنی چاہیے کہ اگر یہ آپ کی ہاؤس کی طرف سے ہے۔

میڈم اسپیکر: تو یہ رولنگ ہے اور کیا ہے؟ میں نے رولنگ دی ہے۔ This is a ruling. کہ Monday کو سردار صاحب! Monday کو، یہ رولنگ دی ہے میں نے میرے الفاظ ہی رولنگ ہے کہ Monday کو زیارتوال صاحب اور وہ ان کی جو پارلیمانی لیڈرز ہیں، وہ دونوں ڈیپارٹمنٹس کو، جو بھی اس سے concerned departments ہیں بلکہ تین ڈیپارٹمنٹس ہو رہے ہیں اس وقت ہوم فنانس اور

اے جی افس ان کے نمائندوں کو بلا کے ان کے ساتھ بیٹھیں گے اور اس پر بات کریں گے۔ اور جو بھی فیصلہ ہوگا کیوں کہ یہ حقیقت ہے کہ۔۔۔ (مداخلت)

میڈم اسپیکر: جی!

وزیر تعلیم: میڈم اسپیکر اس کا اگر طریقہ کار ہے تو وہ پھر یہ ہے کہ چونکہ ہم اسمبلی میں اس وقت بیٹھے ہیں۔ کسٹوڈین آف دی ہاؤس کی حیثیت سے آپ کی رولنگ یہ ہوگی، ہم آجائیں گے، متعلقہ لوگوں کو، جن، جن کی وہ ہیں خصوصاً اس میں سب سے پہلے ہوم ڈیپارٹمنٹ ہے۔

میڈم اسپیکر: نہیں میں نے کمیٹی تو بنانی ہے؟

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں آپ اپنے آفس میں بلائیں۔

وزیر تعلیم: نہیں آپ کے آفس میں۔

میڈم اسپیکر: جدھر بھی بیٹھیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، میں یہی کہہ رہی ہوں کہ آپ نے take up کرنا ہے۔

وزیر تعلیم: سن لیں ناں، AG کو، خزانے کو، ہوم کو، جن جن ڈیپارٹمنٹس کو بلانا ہے آپ ان کو call کریں گے، ہمیں time بتائیں گے اور ہم آجائیں گے ان کے ساتھ بیٹھ جائیں گے کہ کس نے یہ کام کس طریقے سے کیا ہے۔ اور لیٹر withdraw ہے۔ اس کے بارے میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ پورے ہاؤس کا بھی یہی فیصلہ ہے، میں سرکاری طور پر اس کو withdraw کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ جو لیٹر ہے یہ withdraw ہے۔ اور یہ تینوں ڈیپارٹمنٹس Monday

کو زیارتوں صاحب اور ان کے جو جتنے بھی پارلیمانی لیڈرز ہیں۔ جناب عبدالحمید خان اچکزئی! پہلے میں رولنگ دے دوں۔ ایک دفعہ میں اسکو complete کر لوں۔ اُس کے بعد یہ Monday کو تمام تینوں ڈیپارٹمنٹس کے ساتھ، تمام پارلیمانی لیڈرز اور جو بھی نمائندے ہیں، ان کے ساتھ بیٹھ کے ہم فیصلہ کریں گے کہ یہ کیا ہوا اور کیا نہیں ہوا؟ اور اُس پر سختی سے عملدرآمد ہونا چاہیے کہ جو بھی جو طریقہ کار تین سال پہلے جیسے سردار عبدالرحمن کھیتراں صاحب نے اور باقی ممبرز نے کہا کہ جب ایک چیز ہو چکی ہے تو اُس پر پھر یہ لیٹر آنے کی کیا ضرورت تھی؟ یہ سب کچھ ظاہری بات ہے کہ ہم بیٹھ کے ان سے بات کریں گے تو ہمیں پتہ چلے گا، فوری طور پر تو ہم اس وقت اس situation میں یہ نہیں کر سکتے کہ ہم ان کو بلائیں اور ان سے بات کریں۔ تو Monday کو کیونکہ آج بھی چھٹی ہے، کل بھی چھٹی ہے۔ Monday کو ان تمام ڈیپارٹمنٹس کو بلا کے ان پر بات کی جائے

گی۔ جی دمر صاحب!

حاجی گل محمد خان دمر: میڈم اسپیکر صاحبہ! جو مسئلہ سردار صاحب نے اور مولانا عبدالواسع صاحب نے اٹھایا اُس پر آپ نے Monday کو میرے خیال میں یہ مسئلہ حل ہوگا انشاء اللہ۔

میڈم اسپیکر: Monday کو انکو بلائیں گے اور یقیناً یہ ہم مسئلہ حل کرنے کی طرف ہی جارہے ہیں۔ حاجی گل محمد خان دمر: کیونکہ یہ ہماری تذلیل ہے اور توہین ہے ہمارے ہاؤس کے جو ممبران ہے۔ ہمیشہ ہم لوگ بھی یہ قرارداد جو یہاں لے کر آئے ہیں شاہوانی صاحب اور عبدالرحیم زیارتوال صاحب نے۔ یہاں سے قرارداد تو پاس ہو جاتی ہے۔ لیکن قرارداد وہاں جا کے قومی اسمبلی میں وہ رڈی کی ٹوکری میں ڈال دیتے ہیں۔ بلوچستان کو تو اہمیت ہی نہیں دیتے ہیں۔ البتہ ہمارے دوسرے جو اسمبلیاں ہیں، پنجاب ہے یا دوسرے ہیں وہاں انکو تو بہت زیادہ مراعات دیتے ہیں۔ لیکن ہمارے بلوچستان کو کوئی مراعات نہیں ہیں۔ اور ہمارے قراردادوں کو میں نے وہاں دیکھا ہے وہ پھاڑ کے وہ رڈی کی ٹوکری میں ڈال لیتے ہیں۔ یہ جو پانچ سال اس میں لکھا ہے کہ بلیو پاسپورٹ جو ہے وہ ہونا چاہیے۔ میرے خیال میں، میں تو یہ کہوں گا کہ ہمارا استحقاق بنتا ہے کہ تاحیات جو ہے وہ بلیو پاسپورٹ دینا چاہیے۔ اور اسکے لیے ایک کمیٹی بنانی چاہیے اور کمیٹی وہاں بیٹھ کر اسلام آباد میں اُس وقت وہاں سے نہیں آنا چاہیے کہ جب تک بلیو پاسپورٹ وہاں جو اپنے ممبران ہیں انکو جاری نہ کر دیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی حسن بانور خشتانی صاحبہ!

محترمہ حسن بانور خشتانی: بہت شکر یہ میڈم اسپیکر صاحبہ! یہ جو بلیو پاسپورٹ کے حوالے سے پہلے بھی قرارداد پیش کی جا چکی ہے۔ اور یہاں میں اور میرے اراکین اسمبلی بول چکے ہیں۔ میں ایک لیڈر ہونے کے ناطے میں اپنی جو مجبوریوں ہیں جو اپنے ایک محدود ہماری ایک حدود ہے اُسکے حوالے سے میں بات کرنا چاہوگی۔ میڈم اسپیکر! یہاں ابھی ہم عورتیں ہیں، ہم نے اپنی جو یہاں تقریباً 10 دس یا 15 سال یا جتنے بھی آپ کہہ لیں، ہم نے اپنی جوانی کے دن یہیں لگا دیے۔ ہم نے اپنی صحت کے دن یہی لگا دیے۔ بس بڑھاپے میں سمجھ لو قدم رکھ ہی لیا ہے۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب please بیٹھ کر بات نہ کریں۔

محترمہ حسن بانور خشتانی: یعنی ہم نے اپنے اچھے اور زریں دن یہاں لگا لیے ابھی دو ہاتھ خالی ہیں یا دو ہاتھ نہیں ہیں، بعد میں کچھ ہو یا نہ ہو، نوکری کی ہماری age بھی نکل چکی ہے۔ بعد میں اپنے گھروں میں

بیٹھیں گے اور عورتوں کے لیے اتنے محدود وسائل ہوتے ہیں کہ شاید اُنکے لیے دال روٹی کا چلانا ذرا اور مشکل ہو جائے۔ تو یہاں بلیو پاسپورٹ کے علاوہ ہم میڈیکل کا کہہ رہے تھے یا جیسے کہ تمام جو جتنے بھی آفیسران یہاں ٹیچرز لے لیں یا کلرکس لے لیں یا جو بھی گورنمنٹ سے وابستہ لوگ ہوتے ہیں اُنکو جو ہے نہ پینشن کے نام پر اُن کو کچھ نہ کچھ مل ہی جاتا ہے۔ تو یہاں میں صرف بلیو پاسپورٹ کو ہی نہیں صرف جو ہماری قومی زبان میں کہتے ہیں کہ عورت کو ہم کہتے ہیں کہ ”سیاہ سر“ یا ”عاجز“ کے طور پر اُسے اکثر کہا جاتا ہے۔ تو اُس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے میں آپ سے یہ کہو گی کہ آپ بات آگے بڑھائیں اور اس کو جو ہے نہ میڈیکل کے نام پر ہو یا تھوڑی بہت جو پینشن کے نام پر ہو نہ وہ وقار جو ہماری عزت ہے وہ تو اس paper سے ہمیں پتہ ہی چل چکا ہے۔ لیکن پھر بھی ہماری جو تھوڑی بہت عزت ہے جس سے ہماری دال روٹی عزت کے ساتھ چل سکے اس کے لیے ایک چھوٹا سا چیک اگر ہو۔ اور جیسے کہ میرے باقی اراکین اسمبلی نے کہا کہ آپ کمیٹی بنا ہیں اور وہ وہاں جا کے بیٹھ جائے کوئی دس دن یا پندرہ دن جب تک اپنی مطلوبہ جو مقصد ہے وہ حاصل نہیں کریں آپ اُن سے یہ کہہ دیں کہ وہ دوبارہ کامیاب ہو کے آئے نہیں تو ادھر اسلام آباد میں اُنہی کے ساتھ ہی بیٹھے رہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں، آپ کی شکر گزار ہوں۔ thank you۔

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحبہ آپ اسی قرارداد پر بات کرنا چاہتے ہیں!

ڈاکٹر رفیقہ سعید ہاشمی: thank you اسپیکر صاحبہ point of order پر کریم نوشیروانی کی بات کو آگے بڑھنا چاہوں گی تین سو لیڈی ہیلتھ ورکر۔۔۔

میڈم اسپیکر: kindly اس وقت قرارداد پر بحث ہو رہی ہے، ڈاکٹر صاحبہ آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ قرارداد please نصر اللہ صاحب instruction نہ دیں آپ اس وقت ہم بات کر رہے ہیں، قرارداد پر please مجید اچکزئی صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی مجید صاحب! Floor is with you, please قرارداد continue اسکے بعد میں point of order دوں گی، آپ کو۔

جناب عبدالحمید خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! قرارداد کے بارے میں ہے، اسکو conclude کرتے ہیں۔ چار یا پانچ اس کو۔۔۔ (مداخلت)

سردار عبدالرحمن کھتیران: مجید خان! ہم اس پر بات کرتے ہیں اور پھر آپ آخر میں conclude کریں۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! میں نے انہیں Floor دیا ہے please آپ تشریف رکھیں، بات

کرنے دیں آپ بھی suggestion دیدیں نہ اپنے point پر جو بھی کریں میں نے Floor انہیں دیدیا ہے، آپ کر دیں وہ کر دے کوئی مسئلہ نہیں ہے، جی مجید صاحب جی۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: میڈم قرارداد جو آتی ہے اس پر ہر ممبر اپنی رائے دیتا ہے conclude اسپیکر کرتا ہے۔ وہ definitely ہاں گورنمنٹ کی version آتی ہے definitely اس کو بھی گورنمنٹ کی پنچر نے پیش کی گورنمنٹ کی version already آگئی ہے۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب آپ تشریف رکھیں آپ کو بھی مواقع دیتی ہوں! شیخ جعفر خان مندوخیل: مجید اچکزئی صاحب اپنے خیالات کا اظہار کریں گے آپ بھی کریں، دوسرے معزز ممبر جیسے ہم لوگوں نے کیا وہ کریں گے۔ conclude پھر آپ کریں گے، rules of business میں یہ ہے۔

میڈم اسپیکر: thank you جعفر صاحب۔ جی عبدالمجید صاحب۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! شکر یہ، یہ مسئلہ تقریباً ساڑھے تین سال سے چل رہا ہے۔ بات یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ میں JUI میاں صاحب کے ساتھ coalition میں ہے ANP coalition ہے PK میپ بھی coalition میں ہے اگر یہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو آپ چاررکنی کمیٹی بنا دیں اس میں یہ سب کچھ ہو سکتا ہے یہ قرارداد جو جمالی صاحب نے پیش کی ہے کہ سینٹیٹ سے پاس ہوئی ہے، قانون سازی ہوئی ہے، قومی اسمبلی سے پاس ہوئی ہے کہ ممبرز کو، ممبرز کی families کو تاحیات بلیو پاسپورٹ plus medical facility یہ کمیٹیاں بنا دیں آپ۔ اور میری ریکولنٹ ہے کہ JUI سے ایک نمائندہ لے لیں، ANP سے لے لیں، PK, MAP سے لے لیں (ن) لیگ سے لے لیں اور یہ ہم خود جا کر کے وہاں اسلام آباد میں اس کیس کو PM کے سامنے پیش کریں گے۔ ہاں ق لیگ کے پارلیمانی لیڈر بیٹھے ہوئے ہیں یہ بھی ہیں۔ نیشنل پارٹی، جو coalition میں ہیں، سب ہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی: ق لیگ آخری میں ”گ“ میں change ہوگا۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: ٹھیک ہے ایسا نہیں ہو آئینہ الیکشن میں ”ن“ میں change ہو جائے۔ تو میڈم اسپیکر! یہ کمیٹی، یہ قرارداد اس میں وہی پرانی قرارداد جو ہم نے منظور کروائی وہ صحیح ہے یا نئی قرارداد میں اس کو change کر کے اس میں یہ چیزیں add کرنی ہو گئی۔ اور پانچ یا چھ ممبران کی کمیٹی بنا دیں۔ اس کو seriously ہم لیجاتے ہیں اسلام آباد، اپنی پارٹی کی chairmen اور ان کے سامنے رکھتے ہیں، ایک

meeting prime minister سے arrange کر لیتے ہیں۔ پھر دیکھتے ہیں کہ چوہدری نثار صاحب interior minister prime minister کے ماتحت ہے یا prime minister چوہدری نثار کے ماتحت ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے thank you۔ جی سردار صاحب!

سردار عبدالرحمن خان کھتیران: thank you میڈم اسپیکر! مجھے ایک شرارت سوجھ رہی ہے تھوڑی سے پہلے میں وہ کر لیتا ہوں نہیں پھر آج last day ہے پھر ایک مہینے کے بعد۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب پلیز نہیں last ہو یا نہ ہو سب بڑی serious discussion

کر رہے ہیں۔ نہیں نہیں please آپ personal سردار صاحب!

سردار عبدالرحمن خان کھتیران: اپنے colleague کے بارے میں ہے یا ر! اچھا میڈم اسپیکر! وہ ایک سوشل میڈیا پر joke آیا ہوا تھا تو میاں بیوی ہاسپٹل میں تھے، بیگم قومہ میں تھی۔ تو وہ بہت پیار کرتا تھا اپنی بیگم سے بڑا رور ہا تھا ڈاکٹر کو کہہ رہا تھا، خدا کے لیے میری بیوی کو بچا لو خدا کے لیے میری بیوی کو بچا لو میں بربادہ ہو جاؤں گا۔ تو ابھی اس بیچاری کی عمر ہی کیا تھی صرف 30 سال کی تھی وہ قومہ میں تھی اتنے میں دیکھا کہ ECG بھی چلنے لگ گئی، اور وہ اس کی آنکھیں پھڑ پھڑانے لگی تھوڑی دیر کے بعد اُس نے آنکھ کھولی اور اس نے کہا میں 30 سال کی نہیں 28 سال کی ہوں، پھر واپس بیہوش ہو گئی۔ تو ہماری colleague کہتی ہے کہ میں جو ہے نا اپنی، ہمارے لیے ابھی تک ماشاء اللہ ہمارے پورے آٹھ، نو کی اپوزیشن ایک طرف ہماری colleague ایک طرف۔ میڈم اسپیکر! مجید خان سے بات ہو رہی تھی آپ کے چیمبر میں، your good chamber میں۔ بات یہ ہے کہ اس پر بہت زیادہ ساتھیوں نے بولا بہت محنت بھی کی ہے لیکن اس کا یہ zero ہے۔ میرا خیال ہے باقی چاروں صوبائی اسمبلیوں کو ابھی تک کیوں بلیو پاسپورٹ جاری نہیں ہوا ہے۔

میڈم اسپیکر: جی یہی situation ہے۔

سردار عبدالرحمن کھتیران: یہی situation ہے اب اس کا طریقہ کار یہ ہے مجید خان! یہ تین سال کے بعد وہ کہتے ہیں کہ ایک دم جوشِ جوانی آئی ہوئی ہے انکے کام کرنے کی ناں۔ تو بہت ساری چیزوں پر یہ کام کرنا چاہتے ہیں، ہم اسکو appreciate کر رہے ہیں۔ باقی ہم ساتھیوں کے لیے اگر کام کریں گے، تو ہم اسکو بے حد appreciate کریں گے۔ بالکل ہمارے جو ہم سے پہلے جو ساتھی تھے یا آنے والے کس کی قسمت میں کون اس Floor پر ہوگا۔ تو ہم گزارش یہ کریں گے کہ مجید خان کی سربراہی میں ایک ہلکی پھلکی بہت زیادہ نہ ہو

کہ وہ اتنے اخراجات برداشت نہ کر سکے۔ وہ بھی میری طرح سفید پوش ہے۔ (مداخلت) ہاں آپ تو دہئی کے بادشاہ ہو۔ تو یہاں سے کمیٹی مجید خان کی سربراہی میں بن جائے، وہ جا کے اسلام آباد میں ڈیرے ڈالے۔ چاروں صوبائی اسمبلیوں میں جائیں وہاں انکو راضی کریں۔ اُس کے بعد اپنے پارلیمانی لیڈر کو کیونکہ وہ میاں صاحب کے بہت close ہی ہیں۔ اُنکے ذریعے میاں صاحب تک approach کریں اور یہ مسئلہ حل کرائیں۔ تو ہم ان کے مشکور ہوں گے اور appreciate کریں گے۔ میرا خیال ہے ان کا جو لیڈر مشر ہے وہ relative بھی ہے ان کا بڑا بھی ہے اور پھر ان کے آگے ان کی بات کا بھی وزن ہوگا۔ تو میری suggestion یہ ہے میڈم اسپیکر! کہ مجید خان کی سربراہی یہ کمیٹی بنی چاہیے بالکل یہ بلوچستان اسمبلی پر ان کا احسان ہوگا۔ ان کے مشر کا احسان ہوگا کہ یہ ایک honour ہے اب میں نے پہلے بھی ایک دفعہ مثال دی پھر مجھے مثال یاد آرہی ہے کہ میں عمرے کے لیے جا رہا تھا تو ہم نے احرام پہنا ہوا تھا مجھ سے آگے ایک خاتون تھی خوب makeup کیا ہوا تھا، بن ٹھن کے۔ اچھا باری میری تھی۔ وہ یوں کر کے کرایسے کر کے وہ جب immigration ہو رہی تھی تو میرے آگے کھڑی ہو گئی اور camera کے سامنے۔ میں نے کہا بی بی تو وہ اُس نے یک دم اپنا بلیو پاسپورٹ یا red passport تھا، آگے اُسکے وہ جو خاتون FIA کی بیٹھی ہوئی تھی، sub-inspector تھی یا inspetor تھی، اُس کے آگے ڈالا۔ اور مجھے ڈانٹا گیا۔ اس حد تک ڈانٹا گیا۔ میں نے تو اپنا تعارف نہیں کرایا کہ میں کیا بلا ہوں کچھ نہیں ہوں۔ میں نے کہا کہ میں ایک simple عمرہ کرنے والا ایک گناہ بخشوانے والا ایک حاجی ہوں۔ تو مجھے کہا گیا کہ جی آپ ”بس آرام سے کھڑے رہو، نہیں تو ہم آپکو واپس بھیج دیں گے“ اچھا میری بیوی بچے اور بیٹیاں ساری ساتھ تھیں۔ میں نے کہا ایسا نہ ہو یہاں سے یہ احرام واپس اتار کے ہم کراچی ایئر پورٹ سے باہر آجائیں۔ میں خاموش ہو گیا۔ اور وہ ایک سیکنڈ نہیں لگا، اُسکی immigration ہو گئی۔ اور اُسکا، پھر ادھر سے ایک DSP یا inspector level کا FIA کا آیا، اُس کے پرس ورس پکڑ کے، منک سٹک کر کے وہ آگے لے گیا اُس کو۔۔۔

میڈم اسپیکر: جی اس کو مختصر کریں کیونکہ کافی دیر ہو گئی اس پر بات کرتے ہوئے۔

سردار عبدالرحمن کھتیران: ہماری position یہ ہے کہ ایک عزت دار آدمی جا کے وہاں کم از کم اُسکو تھوڑا، باقی ہمارے گرین پاسپورٹ کو ہم سبز جھنڈے کو تو سلام کرتے ہیں۔ ہمارا دین بھی ہے ہمارا ایمان بھی ہے، یہ ملک ہمارا ہے ہم اسکے لیے اپنی جانیں قربان کرتے ہیں۔ لیکن international level پر آپ جب جاتے ہیں تو سبز پاسپورٹ کی کیا position ہے میڈم اسپیکر! آپ نے بھی سفر کیا ہے ہم نے بھی سفر کیا ہے۔

تھوڑا سا اسمیں یہ ہو جاتا ہے کہ ایک honour مل جاتا ہے باعزت طریقے سے آدمی immigration ہو جاتی ہے۔ وہ visa جو ہے جہاں جائیں کسی embassy میں ہمیں باعزت طریقے سے، وہ شاید visa مل جائے۔ نہیں تو آغا لیاقت نے 50 ہزار دفعہ سفر کیا ہے ارب پتی ہے اس دفعہ انگلینڈ والوں نے کہا خبردار تم نہیں جا سکتے اس کا پاسپورٹ کو پڑے پھینک دیا۔ تو position یہ ہوتی ہے میڈم اسپیکر! thank you

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! point آ گیا آپ کا thank you۔ جی عاصم کر دیلو صاحب!

میر محمد عاصم کر دیلو: مہربانی اسپیکر صاحبہ! یہ جو ہمارے colleagues نے قرارداد نمبر 75 پیش کی ہے، یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ کو یاد ہوگا اسپیکر صاحبہ اس سے پہلے بھی ایک قرارداد تقریباً ایک سال پہلے پیش ہوئی تھی اور آپ نے یہ قرارداد اسلام آباد بھیجی تھی مگر اُسکے باوجود کئی مرتبہ میں آ کر کے آپ کے چیمبر میں آپ سے ملا اور آپ نے کہا کہ وہ فائل ابھی تک چوہدری ثار صاحب کے ٹیبل پر پڑا ہے۔

میڈم اسپیکر: جی جو مجھے انفارمیشن ملی تھی وہ میں نے آپ سے share کی تھی۔

میر محمد عاصم کر دیلو: میڈم دیکھیں ہمارے ممبران ہیں، ہمارے MANs ہیں، ہمارے ex-federal ministers ہیں انکو سب کو تاحیات بلیو پاسپورٹ ملے ہوئے ہیں۔ بلوچستان ایک چھوٹا سا صوبہ ہے 65 اسکے ارکان ہیں ان میں سے کچھ منسٹر ہیں دوسرے باقی جو ہیں میرے خیال میں 45 تقریباً بنتے ہیں۔ اس میں کیا قباحت ہے کہ اگر 45 ہمارے member of parliament of balochistan ہیں انکو issue کیا جائے اور ان کا استحقاق بھی بنتا ہے۔ میرے خیال میں چوہدری ثار قصداً یہ نہیں کر رہے ہیں۔ ایک فائل ہے اُسکے ٹیبل پر پڑا ہوا ہے ایک سال سے۔ یا تو اسکو reject کریں یا کہہ دیں کہ ہم بلوچستان کے لوگوں کو بلیو پاسپورٹ نہیں دیتے ہیں۔ یہ جیسے دوسرے اراکین نے فرمایا کہ سارے صوبوں کو بھی issue نہیں ہوا ہے پھر بھی ایک بات ہے۔ یہ کیا بات ہے کہ ایک سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے اور وہ فائل اُس کے ساتھ موجود ہے۔ اُس پر کوئی فیصلہ ہی نہیں دیتا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ سردار کھتیر ان نے جو تجویز پیش کی کہ ہمارے مجید صاحب جائیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ مجید صاحب کا اور ہمارا کام نہیں ہے۔ یہ لیڈر آف ہاؤس کا کام ہے وہ اُسکو easy approach بھی کر سکتا ہے پرائم منسٹر اور چوہدری ثار سے بھی بات کر سکتا ہے۔ یہ اُسکی responsibility ہے کہ وہ خود جائیں اور یہ مسئلہ حل کریں۔ یہ کیا چار پانچ رکن جائینگے تو وہاں جیسے چوہدری ثار ہیں، وہ تو اپنے MAN سے بھی نہیں ملتا، ایسا ہے مجید صاحب؟ تو یہ چار پانچ رکن جائیں گے وہاں کہاں گھومیں گے پھر اُس سے اور اُس سے time لیں گے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ آپ اسمبلی کے کسٹوڈین ہیں۔ اور

لیڈر آف دی ہاؤس یہ آپ لوگوں کا کام ہے کہ اپنے ممبران کو relief دیں، اور اس لیے ایک تاریخ طے کر
یں۔ آج اس پر آپ رولنگ دیدیں کہ وہ آپ جائیں اور وزیر اعلیٰ خود وہاں یہ مسئلہ حل کریں۔ thank you
very much

میڈم اسپیکر: thank you، جی نواب ایاز جو گیزنی صاحب۔

نواب محمد ایاز خان جو گیزنی (صوبائی وزیر): شکر یہ محترمہ اسپیکر صاحبہ! یہ قرارداد کے حوالے سے، چونکہ
مشترکہ قرارداد ہے۔ میں خود 93ء سے 97ء تک قومی اسمبلی کا ممبر رہا اور 2003ء سے 2009ء تک سینیٹر رہا
اور آج بھی میرے پاس وہی پاسپورٹ ہے جو سینیٹ سے مجھے ملا ہے بلیو پاسپورٹ جو کہ وہ تاحیات ہے۔
یہاں میں صوبائی اسمبلی as a minister میں نے پاسپورٹ نہیں بنایا۔ وہی میرا چل رہا ہے تو یہ جو
privileges بنتے ہیں۔ as a legislator کے کیونکہ یہاں جو سارے ممبر بیٹھے ہوئے ہیں۔ قانون
سازی کر رہے ہیں۔ جو rights national assembly کے ممبرز کو اور جو rights سینیٹ کے ممبرز کو
حاصل ہیں وہ rights صوبائی اسمبلی کے ممبرز کو ملنا چاہئے۔ اور اسمیں جو دوسری قرارداد ہے۔ یعنی بالکل یہ
genuine مسائل ہے کہ اگر ایک ممبر کے ساتھ یہاں ایک family رہنا چاہتی ہے تو اُنکے لیے کافی مشکلات
ہیں۔ اسلام آباد میں وہاں parliament lodges بنائے گئے ہیں۔ اور وہاں گورنمنٹ ہاسٹل بھی ہے۔ تو
یہ پہلی جو قرارداد ہے قرارداد نمبر 75۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے ہاؤس کا ہمارے ممبرز کا استحقاق بنتا ہے۔
privileges بنتا ہے۔ اس پر بہت پہلے کمیٹی بنی چاہیے تھی۔ یعنی آج سے تین سال پہلے کمیٹی بن کے یہ
recommendation یا، یہ جو قرارداد ہے، مشترکہ قرارداد، یہ اسلام آباد۔ اور ایک کہتا ہے بھیجنا چاہیے اور
بلکہ وہ کہتے ہیں کہ by-hand لے جانا چاہیے۔ تو میں یہی کہتا ہوں کہ فوراً اس قرارداد پر میٹنگ ہونی چاہیے۔
اور یہ قرارداد by-hand کچھ ممبرز کی کمیٹی بنا ہیں تاکہ وہ جا کے اس پر وہاں چوہدری صاحب سے بات ہوتی
ہے، وزیر اعظم سے بات ہوتی ہے، یہ ہمارا حق بنتا ہے ہمارے ممبرز کا ہمارے colleagues کا حق بنتا ہے،
یہ حق اُنکو ملنا چاہیے۔ بڑی مہربانی۔

میڈم اسپیکر: میرے خیال میں اس کو conclude کر دوں۔ جی جان جمالی صاحب آپ کوئی کلیئر
کرنا چاہ رہے ہیں۔

میر جان محمد خان جمالی: میں واضح کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو پلیرز جو بھی آپ بلیو پاسپورٹ اُس کے
علاوہ جو ہم نے ادھر پاس کئے تھے سینیٹ میں۔ اُس وقت نواب صاحب ریٹائرڈ ہو چکے تھے ہم لوگ ابھی تک

use of the lounges of Airports, VIP lounges, federal lodges. use کر سکیں عزت مراعات کے طور پر۔ اور جو ریٹائرڈ سینیٹرز، ایم این اے ہوں، وہ انیئر پورٹ پر lounges بھی استعمال کریں۔ یہ بھی اُس میں تھا۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ میں یہ کہتا جاؤں گا اس وقت Law and Parliamentary Affairs Minister جو ہمارا صوبائی ہے۔ رضا بڑیچ صاحب! آپ کے پاس ہے چارج۔ یا زیارتوال صاحب کے پاس ہے۔ مہربانی کر کے آپ اسلام آباد کیساتھ ایک علیحدہ اس مسئلے کو آپ لیجا کر حل کرانے کی کوشش کریں گے۔ پختونخوا اسمبلی سب نے یہ پاس کیا ہوا ہے میں یہ آپ کو بتادوں۔ اُن قراردادوں کی آپ صرف کاپیاں منگوائیں بلیو پاسپورٹ کی۔ اور آپ کا فنانس وہ جو تھا آپ کا بل، سینیٹرز، ایم این ایز کے بارے میں اُسکی کاپی منگوائیں، ایکٹ کی شکل میں۔ ڈیڑھ دو سال سے کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے۔ اُنہیں وکی لیگز کی فکر ہے ہماری فکر نہیں ہے۔ دوسرا آپ کا اپنا صوبائی معاملہ ہے اُس کو بھی take up کریں۔ آپ بحیثیت صوبائی اسمبلی، اپنے اراکین کے لئے کیا چاہتے ہیں۔ ریٹائرمنٹ بھی ہوتی ہے، اراکین نہیں آتے، ایک permanent عزت کا مقام دینا چاہیے اُن کو۔ آج آپ ایم پی اے ہیں، میں ہوں کل ریٹائر ہو جائیں گے۔ تو ریٹائرمنٹ کے بعد ایک عزت اُس میں آپ اپنے کو کیا عزت دینا چاہیں گے؟ میں نے ہندوستان کی مثال دے دی۔ وہ تو ریٹائرڈ اپنے اراکین کی پنشن بھی اُنہوں نے مقرر کی ہوئی ہے۔ ہیلٹھ facilities مقرر کی ہوئی ہے۔ اُس پر بھی آپ سوچیں۔ پھر بلیو پاسپورٹ والا مسئلہ بھی ایک ہے۔ دوسرا آپ کا اپنا مسئلہ یہ ہوگا کہ ہم اپنے ممبرز کو ریٹائرمنٹ کے بعد کیا عزت دینا چاہتے ہیں۔ شکر یہ۔

میر عبدالکریم نوشیروانی: میڈم! آپ اجازت دیں گے میں اس میں تھوڑا سا رول کو amendment کروں۔

میڈم اسپیکر: جی۔

میر عبدالکریم نوشیروانی: بدقسمتی سے اس ملک میں دو rule ہیں۔ ایک rule of law ہے۔ دوسرا rule of law ہے۔ role of law جو ہوتا ہے وہ وائٹ کالر۔ یہ تو سارے وائٹ کالر ہیں۔ rule of law جو ہوتا ہے عام I am the common man person. ان کو deal کرنا چاہیے role of the law, the white color, the Assembly Members objection کیا ہے۔ اس میں ایک چیز ہو سکتا ہے۔ ہمارے لیڈر محمود خان صاحب وہ ہمارے بلوچوں کا بھی

لیڈر ہے اور پشتونوں کا بھی لیڈر ہے۔ آپ انکی سربراہی میں، اور وہاں ہمارے جنرل قادر صاحب کے سربراہی میں ساتھ ساتھ۔ آپ کے سینیٹر صاحبان ایک ڈیلی گیشن جا کر آپ نثار صاحب کو چھوڑیں نثار صاحب میاں صاحب کی بات نہیں مانتا ہے وہ آپ کی کیا بات مانے گا۔ اُن کو چھوڑیں آپ direct PM سے بات کریں اور direct ڈیلیگیشن لے جائیں۔ اُسی وقت ok ہوگا۔ ورنہ آپ کہیں گے کہ یہاں سے یہ قرارداد۔ یہ قرارداد کو کوئی اہمیت نہیں دیں گے۔ میں 1985ء سے آرہا ہوں اس اسمبلی میں سینکڑوں قرارداد ہم نے لائی کہ خاران، واشٹک، چاغی اور نوشکی کو ڈویژن بنایا جائے۔ ابھی تک وہ قراردادوں کی پتہ ہی نہیں کہ کہاں گئے۔ میڈم قرارداد چھوڑیں آج کے بعد اگر قرارداد لائی میں اس کی مخالفت کروں گا بھرپور زیادہ لائی تو میں ہائیکورٹ میں لگاؤں گا کہ قرارداد نہیں لانا چاہیے۔ جب تک قرارداد implement نہیں ہوتے ہیں۔ thank you پاکستان زندہ باد بلوچستان پابندہ باد۔

میڈم اسپیکر: شکریہ۔ جی مولانا صاحب۔

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف): شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ! قرارداد ہمارے معزز اراکین نے جولائی ہے عبدالرحیم زیارتوال صاحب جو کہ حکومتی پارٹی سے ہیں اور وہ پارلیمانی پارٹی لیڈر بھی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ قرارداد ہم نے پہلے بھی پاس کر دی اور ابھی بھی ہم اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں، کوئی اس کی مخالفت کر سکتا ہے۔ لیکن میڈم اسپیکر صاحبہ! کچھ چیزوں کو قانون اور آئین کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے چلائیں، ہر چیز کو احساسِ محرومی کے نکتے سے نہیں دیکھا جائے ”کہ احساسِ محرومی ہے اور ہمیں بلیو پاسپورٹ نہیں مل رہا“ کیونکہ چاروں اسمبلیوں میں سے کسی کو بھی بلیو پاسپورٹ نہیں ملا ہے۔ میرے خیال میں جب جان جمالی صاحب اسپیکر تھے انہوں نے لیٹر لکھ کر بھیج دیا وزیر داخلہ کو کہ اپوزیشن لیڈر کو بلیو پاسپورٹ دیا جائے۔ لیکن انہوں نے ایک قانونی نکتے کی بنیاد پر کہ اپوزیشن لیڈر کسی آفیشل میٹنگ میں اگر جاتے ہیں، تو پھر نہ ہو تو آفیشل کام سے اُن کا کوئی کام ہی نہیں ہے۔ ہم آفیشل لوگوں کو سرکاری لوگوں کو یہ پاسپورٹ دینگے، حکومت کا یہ فیصلہ ہے۔ لہذا محمود خان اچکزئی صاحب نہ کوئی اور صاحب اس معاملے میں involve کر کے، قانون کے مطابق کوئی بھی دو اسمبلیاں کوئی قرارداد پاس کر کے پھر مرکزی حکومت اسکی پابند ہے کہ اس پر غور کریگی اور عملدرآمد کریگی۔ تو لہذا ہماری اسمبلی نے پہلے بھی یہ قرارداد پاس کی ہے۔ آج پھر دوبارہ اس کو پاس کریں گے۔ اسکے لئے ہم home work کر لیں۔ پنجاب اسمبلی یا سندھ سے کوئی بھی ایک اسمبلی وہاں سے یہ قرارداد پاس کروائیں۔ پھر ہمارے اُس صوبے کے چیف منسٹر دوصوبوں کے حکومتوں یا

اگر تین صوبے قرارداد پاس کرتے ہیں تو وہ بہتر ہے۔ تو پھر اگر ہم وفاقی گورنمنٹ سے بات کر لیں کہ پہلے ایم پی ایز کو بلیو پاسپورٹ مل رہا تھا آفیشل پاسپورٹ، ابھی نہیں مل رہا ہے۔ کس قانون کے تحت آپ نے ختم کر دیا اور ابھی اسمبلیوں کی قرارداد بھی آپ کے سامنے ہے؟ میرے خیال میں قانون طور پر یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے لیکن ہم قانون کے، آئین کے راستے سے ہٹ کر خواہ مخواہ سینہ زوری کرتے ہیں کہ ہم بلوچستان والوں کو نہیں مل رہا ہے۔ کسی بھی صوبائی اسمبلی کے اراکین کو نہیں ملا ہے۔ لہذا ہر چیز کو ہم احساس محرومی کے نکتے سے نہیں دیکھیں۔

میڈم اسپیکر: شکریہ، thank you، جی سردار رضا صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: thank you very much اب جو قرارداد ہم نے پیش کی اُس میں دو تین چیزیں سامنے آئی ہیں۔ ایک مولانا صاحب نے بات کی تھی اور زمر خان صاحب نے بھی تقریباً یہی بات کی کہ یہ شاید ہمارے صرف صوبائی اسمبلی کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ چاروں صوبائی اسمبلیوں کا مسئلہ ہے۔ تو اس حوالے سے میں اس قرارداد کی اندر ہی یہ الفاظ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ قاعدہ 181 کے تحت۔۔۔

میڈم اسپیکر: ابھی نہیں پہلے ایک دفعہ اس کی منظوری ہو جائے۔ پھر آپ یہ دے سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میرے خیال میں اگر آپ اسمبلی یہ include کرتے ہیں تو میرے خیال میں یہی چیزیں سامنے آ کر کلپ ہو جائیں گی دونوں چیزیں۔ کمیٹی کی ضرورت ہمیں پیش آرہی ہے۔ تو تحریک میں اس لئے پیش کرنا چاہتا ہوں چونکہ یہ قرارداد منظور ہونے کو جا رہی ہے اور سب اس پر متفق ہیں۔

میڈم اسپیکر: لیکن قرارداد کے بعد آپ تحریک پیش کر سکتے ہیں منظوری کے بعد۔ ابھی نہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں چاہتا ہوں کہ اسی قرارداد کے ساتھ اس میں شمولیت بھی ہوتی۔ جیسے مجید خان صاحب نے تجویز پیش کی۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب قاعدے کے مطابق law point ہے کہ رولز کے مطابق ایک دفعہ پہلے میں اسکی منظوری لے لوں پھر اسکے بعد میں آپ کو خود بتا دوں گی کہ آپ تحریک پیش کریں۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: سردار صاحب کہہ رہے ہیں کہ اسمبلی amendment کرنی پڑے گی۔ وزیر تعلیم: میڈم اسپیکر! جو قرارداد اس وقت اس معزز ایوان کے سامنے ہے، میں ترمیم کے ساتھ اس قرارداد کی حمایت کروں گا گورنمنٹ کی جانب سے۔ ترمیم میں اراکین کے ساتھ ایک معنی میں family کے لفظ کا اضافہ کرتے ہیں۔ spouse کے لفظ کا اضافہ کرتے ہیں یہ اسمبلی include ہو۔ اور ہم اس قرارداد کی

حمایت کرتے ہیں۔ اور انہیں پاس ہونا چاہیے ہاؤس کے سامنے آپ اُن سے اُسکی منظوری لیں گے۔ دوسری بات میڈم اسپیکر! گزشتہ اجلاس میں اگر آپ کو یاد ہو، ہم نے جو وفاقی گورنمنٹ کیلئے اس اسمبلی سے جو قراردادیں پاس ہوئی ہیں، اب تک اُس پر ایک کمیٹی کی تجویز آپ کو دی تھی۔ آپ کے سیکرٹریٹ سے پارلیمانی لیڈروں پر مشتمل پارلیمانی امور کے منسٹر کی حیثیت سے اُس کی چیئرمین شپ میں وزیر اعلیٰ صاحب خود جاتے ہیں۔ صلاح و مشورے کے بعد، ہم نے کمیٹی کی تجویز دی تھی اور یہ کمیٹی اسلام آباد جائے گی۔ اور اسمیں جو ہماری قراردادیں ہیں، جتنے بھی ڈیپارٹمنٹس ہیں سب کے پاس کیسے جایا جاسکتا ہے، وزیر اعظم صاحب سے ٹائم لیکر کہ ہماری اسمبلی کی جو قراردادیں فیڈرل میں آجاتی ہیں اُسکے لئے فیڈرل کی جانب سے کوئی response نہیں ہے۔ یہ ایک معنی میں اس ہاؤس کی استحقاق مجروح کرنے کی مترادف ہے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اسمبلی کی اس معزز ایوان کی استحقاق کسی طریقے سے مجروح نہ ہو۔ اور ہمیں properly صوبائی اسمبلی کی جتنی بھی قراردادیں ہیں اُس کے متعلق فیڈرل کا صحیح صحیح response ہو۔ جو بھی ہمیں جواب دینا چاہیں، آپ کی توسط سے اُن کا جواب آنا چاہیے۔ اور اب تک نہ کسی بھی قرارداد پر نہ کوئی جواب آیا ہے۔ اور نہ ہی انہوں نے response دیا ہے۔ اور یہ تجویز آپ کے سامنے آگئی تھی۔ کمیٹی کو بڑھانے یا اسمیں مزید لوگوں کو شامل کرنے، جو بھی دوستوں کا جو یہاں بیٹھے ہیں مشورہ ہے، ہمیں نے تو اُس وقت یہ کہا تھا کہ پارلیمانی لیڈروں پہ مشتمل کمیٹی ہو اور وہ باقاعدہ notify ہو۔ اور وہ کمیٹی اُس notification کے ساتھ اپنے چیئرمین کی سربراہی میں وہاں ٹائم مقرر کرے۔ اور ہم سارے جائیں اور وہاں اُن کے ساتھ اس پر بحث ہو، تفصیل کے ساتھ اور اُن کے ساتھ جو ہماری قراردادیں ہیں اُس کی حیثیت اور اس ایوان کی جو استحقاق ہے وہ اس طریقے سے۔ کسی بھی طریقے سے اس کا استحقاق مجروح نہ ہو یہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں۔ اور ساتھ ہی بلیو پاسپورٹ میں ان اسمبلی ممبران کا حق سمجھتا ہوں اور اسمبلی ممبران اور ان کی فیملی کا اگر وہ کہیں جائیں گے میرے پاس بلیو پاسپورٹ ہے اور میرے بچوں کے پاس نہیں ہے۔ تو میرے بلیو پاسپورٹ کو consider کرتے ہوئے بیماری کی صورت میں کسی بھی حالت میں کہیں جانا ہو تو وہ consider چونکہ بلیو پاسپورٹ نہیں ہے، consider نہیں ہوگا۔ تو میں اگر جاؤں گا یا معزز اراکین میں سے کوئی بھی جائے گا with family جائے گا۔ تو کم از کم یہ رکاوٹ اُس کیلئے نہ ہو۔ تو اُسکی بنیاد پر اگرچہ ہم بھول چکے ہیں اسکی بنیاد پر فیملی یا جو بھی لفظ اس میں ڈالیں گے یہ اُسکے ساتھ ہوں۔ اور یہ قرارداد ہم منظور کرتے ہیں۔ اور قراردادوں پر عملدرآمد کیلئے پھر جو بھی طریقہ کار ہے اُس طریقہ کار کے مطابق پارلیمانی امور کے مشیر صاحب بیٹھے ہیں۔ وہ اُسکو اسی طریقے سے پیش

کریں گے۔ وہ بھی آجائیں اُس پر بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تو میں آپ کے توسط سے پورے ایوان سے گزارش یہ کرتا ہوں کہ وہ اس قرارداد کی منظوری دینگے اور اس کے ساتھ میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: شکریہ! میں آپ کو اس بارے میں یہ بتا دوں کہ جیسے جان جمالی صاحب نے کہا کہ اُنکے دور میں بھی قراردادیں آئی ہیں، 2013ء۔ اور میرے سامنے بھی پڑا ہوا ہے، 6 فروری کو بھی یہ قرارداد آئی۔ اور اس حوالے سے کافی قراردادیں فیڈرل کو گئی ہیں۔ اور اُس میں قاعدہ، طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ جب بھی کوئی قرارداد یہاں سے منظور ہوتی ہے تو وہ متعلقہ محکمے کو بھیج دی جاتی ہے۔ اُس کے بعد میں نے ایک special letter لکھا۔ اور سردار ایاز صادق صاحب کو اور اُنہوں نے بتایا ”کہ ہمارے اسمبلی ممبرز کے کافی reservations ہیں اس پر“ اور اُنہوں نے بھی اپنے letter کے ساتھ یہ آگے محکمے کو بھیج دیا۔ اور میں نے personally بھی جا کے سردار ایاز صادق صاحب سے بات کی ہے ”کہ جی یہ مسئلہ ہے۔ اور ہمیں اس مسئلے کو، جو ہمارا بورڈ آف گورنرز ہیں، PIPS ہے۔ اُس میں تمام اسپیکرز آتے ہیں اسمبلیوں سے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ جو پہلے جمالی صاحب اسپیکر تھے، ”تو اسمبلیوں سے قراردادیں جو ہیں، اُنہوں نے کہا کہ منظور کر دوائی جائیں تاکہ ہم اس معاملے کو آگے take-up کریں“ تو ابھی تمام اسمبلیوں سے قراردادیں منظور کرا کے آگے بھیجی جا چکی ہیں۔ لیکن اب جیسا کہ تمام ممبرز کو بھی پتہ ہے۔ اور مجھے بھی، جب میں ممبر تھی کہ ہم حیران تھے کہ اسکے اوپر آگے کیوں عمل نہیں ہو رہا؟ تو اس situation میں جبکہ تمام اسمبلیوں نے اپنی reservations دی ہے کہ جی ہمارا اُتنا ہی استحقاق ہے جتنا کہ نیشنل اسمبلی کے ممبرز کا ہے، سینٹ کے ممبرز کا ہے۔ اور سینٹ میں تو بلکہ اس سے زیادہ جیسا کہ آپ سب نے خود بتایا ہے کہ اُن کے فیملی ممبرز کو بھی ملتا ہے۔ اور تاحیات ملتا ہے۔ اُن کے اپنے ممبرز کو۔ تو یہ یقیناً ایک ایسی بات ہے جس میں ہمارا استحقاق بھی ایک ہم محسوس کرتے ہیں کہ بار بار ہم یہ بات کہہ رہے ہیں اور مولانا صاحب بڑی اچھی بات کی کہ یہ صرف ہماری اسمبلی کے لئے نہیں بلکہ تمام اسمبلیوں کیساتھ یہی situation ہے۔ کسی بھی اسمبلی کو بلیو پاسپورٹ یا وہ اُنہیں دیا گیا ہے۔۔۔ (مداخلت)

جی بالکل۔ تو اسمبلی میں special committee بناؤں گی۔ زیارتو ال صاحب! جو ہماری یہ قرارداد والی کمیٹی ہے، وہ اس وقت نہیں ہے۔ ابھی تک اُسکی resolution باقاعدہ پاس نہیں ہوئی، پیش ہوئی تھی۔ اُس میں کچھ amendment کی ضرورت تھی۔ کیونکہ implementation word ہم اُس میں ڈال نہیں سکتے تھے۔ recommendary ہے۔ قراردادیں جو ہوتی ہیں وہ recommendations ہوتی ہیں۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ لازمی اُس پر implementation کرائیں۔ ہم اُنہیں ایک

recommendation دے سکتے ہیں۔ تو میں special committee تشکیل دیتی ہوں۔ پہلے اس کی منظوری لوں گی، اس قرارداد کی۔ اور اُس کے بعد اس ترمیم کے ساتھ کہ جس طرح سے زیارتوں وال صاحب اور باقی ایک دمبرز نے کہا کہ وہ ترمیم جو ڈالنا چاہتے ہیں، فیملی کی اور اُن کے spouse کی۔ تو اس ترمیم کے ساتھ، ہاؤس سے پوچھتی ہوں کیا قرارداد نمبر 75، ترمیم کے ساتھ معزز اراکین اسمبلی اور فیملی ممبرز کو شامل کر کے منظور کیا جائے؟ جی۔ قرارداد نمبر 75 اس ترمیم کیساتھ منظور کی جاتی ہے۔ ابھی چونکہ کمیٹی کا مطالبہ تمام --- (مداخلت)

میر جان محمد خان جمالی: یہ آپ اسپیشل کمیٹی بنا رہی ہیں 170 rule کے تحت۔ ٹھیک ہے ناں؟
میڈم اسپیکر: جی۔

میر جان محمد خان جمالی: اور یہ پھر ممبرز کو پتہ ہو کہ 170 rule کے تحت ---

میڈم اسپیکر: جی میں ابھی وہ اسی لیے کہ اُس کے لئے تحریک پیش کی جاتی ہے۔

میر جان محمد خان جمالی: جی وہ بالکل وہ تحریک کرائیں۔

میڈم اسپیکر: جی تحریک کیلئے۔ چونکہ اسپیشل کمیٹی کے لئے تحریک پیش کی جاتی ہے اور آپ پوری ہاؤس بھی sense ہے کہ ایک کمیٹی بنائی جائے جو کہ اس معاملہ کو فیڈرل سے take-up کریں۔ تو میں سردار صاحب سے کہوں گی کہ وہ تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: Thank you Madam! --- (مداخلت)

میڈم اسپیکر: یہ فیصلہ میں نے نہیں کرنا یہ تو ابھی، ہمارا یہی کام ہے کہ ہم recommendatory body ہیں۔ ہم اُن کی جو قراردادیں ہوتی ہیں ہم اُن کو recommendations بھیجتے ہیں۔ کمیٹی بھی آپ سب کی suggestions سے جارہی ہے اور اب وہ وہاں اس معاملہ کو take-up کرے گی اور جو بھی حالات ہوں گی، وہ آ کے اسمبلی کو بتائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: Thank you Madam! میں اسمبلی کے قواعد و انضباط کار کے قاعدہ نمبر 181 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ مشترکہ قرارداد نمبر 75 کی بابت معزز اراکین کو بلیو پاسپورٹ کے اجراء پر ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ پاسپورٹ کے اجراء کا مسئلہ حل ہو سکے۔ لیکن یہاں میں تھوڑی سی اور بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کمیٹی کے اگر terms of references ہوں، اس لئے کہ اگر صرف اسمبلی کے اراکین کے ساتھ ملا جائے، تو شاید نہ ہو، جیسا کہ مولانا صاحب نے اور عاصم کرد صاحب نے بات

کی، یہ کمیٹی اپنے terms of reference میں باقاعدہ باقی صوبوں کو بھی ملاتے ہوئے، باقی صوبوں کے اسمبلیوں کو بھی ملاتے ہوئے تاکہ انکی بھی ایک کمیٹی بنے تاکہ اس مسئلہ کو ہم seriously لے سکیں۔ thank -you very much.

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ چونکہ سردار صاحب! کمیٹی جب بن جاتی ہے تو پھر وہ اُسکے اپنے TORs اور وہ خود بیٹھ کے آپس میں discuss کرتے ہیں کہ وہ کس طرح چلے گی۔ میں اسمبلی قواعد و انضباط کار کے قاعدہ 181 کے تحت پیش کردہ تحریک پر معزز اراکین کو بلیو پاسپورٹ جاری کرنے کیلئے خصوصی کمیٹی درج ذیل اراکین پر، چونکہ تحریک پیش ہو چکی ہے، کی منظوری دیتی ہوں اور اُس میں یہ ہے کہ تمام پارلیمانی لیڈرز اس کمیٹی میں شامل ہوں گے۔ اور وہ خود ہی decide کریں گے کہ وہ اپنی پارٹی سے کس کس Member کو لینا چاہتے ہیں۔ تمام پارلیمانی لیڈرز پر مشتمل یہ کمیٹی ہے۔ اور اُس میں اپنے تمام ممبرز کو جو لینا چاہتے ہیں، ایک یا دو وہ اُن کی اپنی نوآبادی پر ہے اور جو چیئر مین شپ ہے، یا جس کی سربراہی میں ہے، میں تو سمجھتی ہوں کہ یہ اُن کا فیصلہ ہے کہ وہ خود کریں گے کہ وہ کس کی سربراہی میں یہ کمیٹی جائے گی۔۔۔ (مداخلت) جی۔ اُس میں یہ ہے کہ کمیٹی، چونکہ مناسب نہیں ہے میرے خیال میں یہ آپ لوگوں کے جو ممبرز اور پارلیمانی لیڈرز ہیں، اُس کو لے جا کے تمام پارلیمانی لیڈرز سے۔۔۔ (مداخلت)

وزیر تعلیم: میڈم اسپیکر! یہ میں آپ کو بتا دوں۔ پارلیمانی امور کے منسٹر کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ چونکہ پارلیمانی امور کے ہمارے مشیر ہیں، وہ ہی چونکہ relevant subject ہے اُنکا، وہ ہی اسکو وہ کریں گے۔ میڈم اسپیکر: جی میں نے آپ سے یہی کہا۔

وزیر تعلیم: بصورت دیگر اگر وزیر اعلیٰ صاحب خود پھر وہ کرنا چاہیں وہ اور بات ہے ورنہ یہ سارا معاملہ، یہ خود اُنکے ساتھ اٹھائیں گے۔ پارلیمانی امور کے ہیں۔

میڈم اسپیکر: میں آپکو یہ بتا دوں کہ جو مشیر ہیں وہ تو ہر اُس کمیٹی کا حصہ بنیں گے، قانون کی، جو کہ اس حوالے سے قراردادیں ہیں جو پیش ہوں گی۔ تو سردار صاحب اُس میں ہیں لیکن تمام پارلیمانی لیڈرز اُس کمیٹی میں شامل ہیں۔ اُس کی سربراہی نواب صاحب کریں یا آپ میں سے جو بھی، نواب صاحب جس کو بھی یہ task دیتے ہیں وہ نواب صاحب کی نوآبادی پر چھوڑتے ہیں۔

وزیر تعلیم: ٹھیک ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: یہ تمام قراردادوں کیلئے ہوں گے؟

میڈم اسپیکر: جی صرف یہ بلیو پاسپورٹ کے لئے ہے۔ نہیں، یہ تمام قراردادوں کیلئے زیارتی سوال صاحب! آپ کی information کیلئے وہ پیش ہوئی تھی لیکن اُس میں کچھ قانونی مسئلہ تھا جس پر وہ باقاعدہ منظور نہیں ہو سکی، صرف پیش ہوئی تھی۔

وزیر تعلیم: تو وہ پیش کریں گے، آج پیش کریں گے اگر وہ قانونی مسئلہ یہ ہے۔ rule 181 اگر مسئلہ ہے۔
میڈم اسپیکر: کیونکہ یہ تمام۔۔۔ (مداخلت) کیونکہ آج تو اسکو نہیں پیش کر سکتے ہیں، ایجنڈا اتنا وہ نہیں ہے، ابھی اس میں یہ ہے کہ چونکہ ہم اس پر تحریک بھی پیش کر چکے ہیں اور اس کو باقاعدہ rules کے تحت منظور بھی کر چکے ہیں۔ تو خاص specific اُس پر ہم یہ کمیٹی تشکیل دے رہے ہیں next session میں انشاء اللہ وہ والی تحریک کمیٹی سے بھی منظور کرائی جائے گی۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر قیہ سعید ہاشمی: کریم نوشیروانی صاحب کے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہ پنجگور کیلئے تین سولیدی ہیلتھ وزیٹرز کی اخبار میں اشتہارات میں آچکے ہیں۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ بیروزگاری کا مسئلہ اگر ایل ایچ وی کی صورت میں پنجگور میں حل ہو جاتا ہے تو بلوچستان کے دوسرے ڈسٹرکٹس کیلئے بھی، علاقے کیلئے بھی بیروزگاری ختم کرنے کیلئے ایل ایچ وی کی اسکیم میں باقی صوبے میں بھی رائج کی جائے۔ میں آپ سے گزارش کرنا چاہو گی کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ یا سینئر ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں، وہ اس پر غور و خوض کریں کہ صرف پنجگور کیلئے نہیں باقی اضلاع کیلئے بھی ایل ایچ وی اسامی کو مد نظر رکھتے ہوئے ان علاقوں میں دی جائے۔

میڈم اسپیکر: شکریہ۔ جی عبدالمجید صاحب

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! الیکشن آنے والا ہے اور پنجگور میں بیروزگاری بڑھ گئی ہے۔ پہلے بھی پنجگور میں یہ ہوا ہے ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ میں لوگوں کو نوکریاں قرآن کے اوپر دی گئی ”کہ آپ نے مجھے اس قرآن کے تحت دوٹ دینا ہیں“ ابھی یہ لیڈی ہیلتھ ورکروں کا جو معاملہ ہے۔ کیا یہ آبادی کی بنیاد پر ہے اگر آبادی کی بنیاد پر لے لیں۔ تو کوئٹہ کے بعد سب سے بڑی آبادی ڈسٹرکٹ قلعہ عبداللہ کی ہے پھر پشین کی ہے پشین کا نام ہی نہیں ہے اسمیں۔ تو یہ جس کے پاس منسٹری ہوگی اور وہ اپنے حلقے میں نوکریاں دیگا تو باقی کارکردگی تو میرے خیال میں nil ہے۔ نوکریوں کی بنیاد پر بیروزگاری، 281 ارب روپے nondevelopment بجٹ اس سال تھا۔ ایگریکلچرل میں 18 ہزار ملازمین ہیں پراجیکٹ ایک نہیں ہے آپ لوگوں کو بھرتی کر رہے ہیں کام کوئی نہیں ہے لوگوں کو روزگار دینا یہ کوئی طریقہ ہے؟ simple rule ہے جس ضلع میں کلاس فور کا ملازم ہو گا وہ اسی ضلع کا ہوگا۔ یہ تو ہم پی اے سی میں اس کو فائنل کر دینگے۔ قلعہ عبداللہ میں پنجگور کے ملازم ہیں 100 سے

زیادہ۔ اور الائی میں چنگو کے ملازم ہیں، قلعہ سیف اللہ میں چنگو کی ملازم ہیں کیوں؟ قلعہ عبداللہ میں کلاس فور، قلعہ سیف اللہ میں یا اور الائی میں دوسرے ملازم نہیں ہو سکتے تھے؟ دوسری بات یہ ہے۔ ایک سے پندرہ تک جو ملازمین کا کوٹہ ہے وہ ڈویژنل وائز ہے۔ اُس کا بھی کوئی خیال نہیں رکھ رہا ہے۔

میڈم اسپیکر: مجید صاحب! point of order پر ہم اتنی detail بات نہیں کر سکتے۔ آپ اس پر باقاعدہ question لے آئیں۔ یا کوئی تحریک التوا لے آئیں۔

جناب عبدالحمید خان اچکزئی: نہیں اس پر ہمارے پارلیمانی صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اس کو کس بنیاد پر انہوں نے رکھا ہے۔ تین سو چنگو راور پچاس قلعہ عبداللہ اور پشین کا ذکر ہی نہیں ہے یہ غلط ہے اس کو cancel کروادیں۔ اس پر ایک میٹنگ کر لیں۔

میڈم اسپیکر: اس وقت نہ منسٹر ہیلتھ ہے نہ نیشنل پارٹی کا کوئی ممبر۔ جی عبدالکریم صاحب۔ میر عبدالکریم نوشیروانی: میڈم اسپیکر! تین سو پوسٹ منسٹر نے چنگو کو دی تھی ان کے ساتھ ملا کر سات سو پوسٹیں جو ایک ڈسٹرکٹ کو انہوں نے دی کہ کہاں کا انصاف ہے یہ کہاں کی قانون ہے۔ کہاں کی رول ہیں؟ ٹوٹل اس نے تین سالوں میں چنگو کو 800 پوسٹیں نوازے۔

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحبہ۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: میڈم اسپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر کریم نوشیروانی صاحب میری بات سن لیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اگر میر رحمت صالح بلوچ یہاں بیٹھے ہوں اور یہ point race ہو تو زیادہ بہتر ہے کہ وہ اس کا جواب دے سکیں۔

میڈم اسپیکر: جی کوئی ہے نہیں یہاں اس وقت نہ منسٹر ہیلتھ ہے۔ اس پر میں آپ کو بتا دوں کہ point of order کا آپ لوگوں کا جو طریقہ کار یہ نہیں ہے جو آپ لوگ اس طرح استعمال کر رہے ہیں۔ point of order کے متعلق آپ پلیز book پڑھ لیں۔ point of order پر اس طرح کی detail کے ساتھ باتیں نہیں کر سکتے۔ آپ اس کے اوپر باقاعدہ سوال لائیں یہ کوئی جو بھی آپ لائحہ عمل کرنا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: آپ تحریک لے کر آئیں قرارداد لے کر آئیں۔ جب میر صالح بلوچ یہاں بیٹھے ہوں تب وہ ان کا جواب دے پائیں گے۔ لیکن میں یہ سمجھتی ہوں۔

جناب عبدالحمید خان اچکزئی: پچھلے چھ سال میں 7000 پوسٹ دی گئی ہیں۔ کیا اس صوبے میں کسی اور کا حق نہیں بنتا ہے؟

میڈم اسپیکر: جی آپ کا point آ گیا ہے ریکارڈ پر آپ لوگ please تشریف رکھیں۔ ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحبہ آپ کا point بھی آ گیا ہے۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: میڈم اسپیکر! سات ہزار ایل ایچ ویز کو انہوں نے ریگولر کیے ہیں اور تمام بلوچستان کیلئے جہاں تک میرے علم میں ہے اور میں نے خود دیکھا۔۔۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کا point آ گیا ہے کریم صاحب اس پر بحث نہیں کر سکتے آپ لوگ انہوں راستہ بتادیں، اگر وہ اس طرح سے آنا چاہیں۔ زیارتوال صاحب آپ اسی پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ وہ کافی دیر ہمارے معزز رکن کھڑے ہیں۔ جی۔ میرا نظہار کھوسہ صاحب۔

میرا نظہار حسین کھوسہ: میرے علاقے صحبت پور میں تھانہ فرید آباد، ملک محمد علی شہید سے صابر کھوسہ کو اغوا کیا رات کو دو بجے صابر کھوسہ بیس سال کی عمر کا تھا۔ اس کے ساتھ میرے کزن کے بیٹے بھی تھے رضاء محمد کھوسہ، وہ نکل گیا بچ پچا کے اور ان کو اغوا کیا گیا ہے۔ وہ رات سے غائب ہیں۔ اور یہ تو ہوتا رہتا ہے چلتا رہتا ہے ہر جگہ۔ لیکن وہاں پولیس والوں کے پاس نہ کوئی گاڑی ہے، نہ پولیس والے لگشت کر سکتے ہیں۔ تو اس طرح یہ رات سے اغوا ہے۔ تو مہربانی کر کے ان کیلئے اسمبلی میں کچھ کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: آپ چیئرمین تشریف لے آئیں اور ہوم منسٹر سے بات کریں۔

میرا نظہار حسین کھوسہ: آئی جی صاحب بھی نہیں ہیں اپنے وزیر داخلہ صاحب بھی نہیں ہیں تو کوئی بھی نہیں ہے تو اس کا جواب ہی نہیں دے سکتے۔ ایک اور اہم مسئلہ ہے اس کے ساتھ ساتھ۔ ہمارے سندھ میں۔ جان صاحب کو پتہ ہے سندھ میں ہر چوکی پر گاڑی ہے۔ اور ان کے پاس پولیس ہے۔ نئی گاڑیاں ہیں۔ اور ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے، ہمارے ڈسٹرکٹ میں۔ even آپ اوستہ محمد بھی دیکھ لیں۔ even آپ گندامہ میں بھی دیکھ لیں۔ صحبت پور میں بھی دیکھ لیں۔ لوگ آئیں، کچھ گاڑیاں ہونگی نظر آئیںگی، چور ڈاکوں ڈریں گے اُس سے۔ پولیس کے پاس گن بھی نہیں ہے نہ گاڑی ہے تو ہمارے لوگ اغوا ہوتے رہیں گے اسی طرح۔ یہ سلسلہ پھر اسی طرح چلتا رہیگا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور اہم مسئلہ ہے۔ وہاں نصیر آباد میں ہمارے پاس دس لاکھ نفوس ہیں۔ جس میں صحبت پور، اوستہ محمد، ڈیرہ اللہ یار، نصیر آباد اور، جھل مگسی وہاں شالی ہماری پیڑی اُس کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا جا رہا ہے۔ آج سات سو روپے من ہے، سات سو تیس روپے تک۔ شالی پر تو ہمارے ہاں شالی معنی چاول۔ جو چاول کاشت کرتے ہیں۔ تو پنجاب میں سبسیڈی دی جاتی ہے یہاں بلوچستان میں کوئی سبسیڈی نہیں ہے۔ اور وہاں اپنی مرضی سے مل والے وہ اپنی رقم بنا کے لے لیتے ہیں۔ اور اُس کی کوئی

پالیسی بھی نہیں ہے۔ اوپر سے فیڈرل گورنمنٹ پاسکو آتی ہے۔ پاسکو بھی خرید نہیں کرتی وہاں کچھ بھی نہیں ہوتا ہے۔ تو وہاں بیچارہ جو ایک کسان ہے چھ ایکڑ والا، دس لوگ اُس چھ ایکڑ سے مطلب آبادی کر لیتے ہیں۔ اُن کی آبادی بنتی ہے سال کی پچیس ہزار روپے۔ بیس سے لیکر پچیس ہزار روپے سے وہ سال میں گزارہ کرتے ہیں دس لوگ۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے اس کو فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ اٹھانا چاہیے۔ لیکن ہمارے ہاں کام بہت ہے۔ ہماری قراردادیں بھی ایسے ضائع جاتی ہیں جو بھی قرارداد گئی ہے اس پر کچھ عملدرآمد آج تک نہیں ہوا ہے تو یہ اہم مسئلے ہیں اس پر ذرا اوپر بات کر لیں۔ اس پر میں قرارداد بھی لاؤں گا۔ اگلی دفعہ جان صاحب سے مل کے ہم سارے نصیر آباد، سبی ڈویژن کے سب مل کے ہم قرارداد لائیں گے۔ بہت شکریہ۔ اور اس اوپر بات ہو رہی تھی اس پر بھی میں تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ بات ہو رہی تھی رحمت صاحب کی نہیں میں رحمت صاحب کی بات نہیں کر رہا ہوں ہیلتھ والوں نے ظلم کی انتہا کر دی ہے۔

میڈم اسپیکر: آپ رحمت صاحب کے بارے میں بات کر رہے تھے۔

میرا ظہار حسین کھوسہ: ظلم کی انتہا ہے۔ اور کوئی ڈسٹرکٹ انکولما ہی نہیں چار ڈسٹرکٹس ہیں صرف انکے پاس، Nationalist ان چیزوں کو کہا جاتا ہے؟ یہ قوم پرستی ہے؟ قوم پرستی اس طرح ہونی چاہیے وفاق پرستی ہونی چاہیے۔ سب کو ایک جیسا دیکھنا چاہیے۔ صحبت پور نہیں ہے ڈیرہ بگٹی نہیں ہے جعفر آباد نہیں ہے نصیر آباد نہیں ہے سبی ڈویژن نہیں ہے ہرنائی نہیں ہے؟ تو صرف یہی ہے جس طرح عبدالمجید صاحب کہہ رہے ہیں قرآن دے کے وہ دیا جاتا ہے یہ حال ہے ہمارا۔ اس حساب سے ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں؟ ہمیں لوگوں نے، بہنوں نے، ماؤں نے منتخب کر کے بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے اب وہ ساری چیزیں فیس بک پر چل رہی ہیں سب کو دیکھا جا جا رہا ہے ہمیں لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں آپ بیٹھے کے؟ تو کس لئے بیٹھے ہوئے ہیں یہاں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے کھوسہ صاحب آپ کا point آ گیا ہے جی ثمنینہ خان صاحبہ، آپ پہلے اٹھیں
تھیں please آپ۔

محترمہ ثمنینہ خان: میڈم اسپیکر! یہ جو نو ڈسٹرکٹس کو انہوں نے دیئے ہوئے ہیں پوسٹس، یہ temporary پوسٹس ہیں۔ ابھی دس پندرہ دن کے بعد جو permanent posts آئیں گی ان سب ڈسٹرکٹس کا نام ہوگا اور یہ پنجگور کی تین سو پوسٹیں بتا رہے ہیں یہ اصل میں تین ہیں۔ جیسے کہ زیادہ تر ڈسٹرکٹس میں بیس سے چالیس تک دی گئی ہیں۔ نہیں میں نے پتہ کروایا سیکرٹری ہیلتھ کو بلوا کے اس پر پوچھ سکتے ہیں یہ اصل میں اس طرح ہے۔

آپ لوگ بھی پہلے بات کی تحقیق کریں پھر یہاں بولا کریں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے شمیمہ خان صاحبہ۔ آپ کا point آ گیا ہے۔ جی حسن بانو صاحبہ۔

محترمہ حسن بانو خوشنانی: thank you madam Speaker، میڈم اسپیکر! دو points کی

طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں، اور چاہتی ہوں کہ ایک point پر آپ بذات اس پرائیکشن لیں۔

ضلع کچھی کے علاقے گوٹھ بڑی کے دونوں گاؤں میں کافی دنوں سے لائٹ نہیں ہے۔ وہاں کے جو عوامی مکین جو

لوگ ہیں وہاں پانی اور بجلی اور اس کے لے جو بہت مشکلات سے وہ گزر رہے ہیں گوٹھ بڑی ہے دو گاؤں ضلع کچھی

کی طرف۔ تو میں چاہتی ہوں کہ آپ واپڈ ادا لوں سے فون کر کے پوچھیں ضلع کچھی کے دو گاؤں گوٹھ بڑی کے نام

سے ہیں آگے پیچھے تو وہاں کافی دنوں سے لائٹ کا مسئلہ چل رہا ہے۔ پانی وغیرہ کی کافی ان کو مشکلات ہیں۔ جی

میں آپ کو بتاتی ہوں اتنی تفصیلات میرے پاس نہیں ہیں۔ انہوں نے بس یہ جو مجھے کل پرسوں انہوں نے بتائی۔

اور دوسری یہ کہ میڈم اسپیکر! کوئٹہ کے حوالے سے میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتی ہوں جو ہمیشہ میرے راستے

میں گزر رہی ہے۔ تو یہ خاص کر جو میں آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں جو بورڈ لگائے ہوتے ہیں، عدالت نے تو

ویسے تو انکو منع کر دیا۔ لیکن پھر بھی کافی اراکین اسمبلی کے بورڈز لگے ہوتے ہیں کہ فلاں ممبر کی فنڈز سے یہ ترقیاتی

کام ہوا ہے۔ اور خاص کر یہ ترقیاتی کام کے نیچے یہاں وہاں یا تو وہ بورڈ اُبلتے ہوئے گٹر کے اوپر لگے ہوتے ہیں

یا وہ کچرہ دان کے اوپر لگے ہوتے ہیں۔ یا ٹوٹے ہوئے پلوں کے اوپر لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور کئی ہمارے

ایسے معزز نواب اور سردار جو گزر رہے ہوئے ہیں ان کے بورڈ کے آگے کافی کچرہ دان بنائے ہوتے ہیں میں آپ

سے یہی وہ کہتی ہوں کہ یا تو آپ ان کی وہ کچرہ وغیرہ یا وہ بورڈ اُٹھوادیں یا وہ کوئٹہ کی صفائی کا وہ کریں پانچ ارب

روپے کوئٹہ کی صفائی کی مد میں دیئے گئے ہیں خاص کر جو ایک جیل روڈ ہدہ کی میں آپ کی توجہ دلانا چاہوں گی۔ اور

دوسری یہ ارباب کرم خان روڈ ہے جو نواب مری کے بورڈ کے آگے کافی کچرہ ہے وہاں میں آپ کی توجہ اس

طرف دلانا چاہوں گی اور ایک دو ایسے روڈ ہیں جہاں ٹوٹے گٹر ہیں اور معزز اراکین اسمبلی کے نام ہوتے ہیں۔

نیچے کچرے کی ڈیر پڑی ہوتی ہے اوپر ان کے بورڈ لگے ہوتے ہیں تمام اراکین اسمبلی جو کوئٹہ سے تعلق رکھتے ہیں،

وہ جا کے ایک دفعہ ضرور سروے کروالیں اپنے ایسے بورڈز کو دیکھ لیں یا بورڈ ہٹالیں یا وہیں واقعی ایسا کام نظر آنا

چاہیے کہ آپ لوگوں نے کام کیا ہے یا ان کی بھی تو ہین ہوتی ہے اور اراکین اسمبلی کی بھی تو ہین ہوتی ہے اور لوگ

یہ چیزیں دیکھ دیکھ کے ہنستے ہیں اور ہمارا مذاق اڑاتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: آپ کا point آ گیا ہے۔

محترمہ حسن بانور خشتانی: جی thank you very much.

میڈم اسپیکر: مجھے ایک بات کرنے دیں پھر میں صرف ایک بات کرنا چاہ رہی ہوں please آپ لوگ ممبرز ہیں، نقطہ جو point of order ہے اُس کے اوپر آپ معلومات حاصل کرنا یا یہ personal explanation یا دوسری چیزیں جو ہیں اس کو آپ اس طرح سے نہیں discuss کر سکتے یہ میں آپ کی knowledge میں لا رہی ہوں بار بار لا رہی ہوں آپ اسے دیکھ لیں please۔ میں دو گنی موقع لیکن آپ کو بتا رہی ہوں ایک point of view پر پوری اسمبلی ضرور بولنا چاہتی ہیں یہ طریقہ کار نہیں ہے please جی زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: روز کے مطابق آپ اسمبلی چلائیں ایک قرارداد درمیان میں رہ گئی ہے آپ point of order دے رہے ہیں ظاہر ہے۔ پھر ایک point of order نہیں بند رہے ہو گئے ہیں میرے خیال سے وہ منسٹر صاحب کیسے جواب دینگے؟ ہمیں چاہیے ایک point of order پر بات کریں جو بھی پارلیمانی لیڈر بیٹھے ہوں، وہ اُن کا جواب دیں پھر دوسرا ہو۔ وہ ابھی ہمارے کھوسہ صاحب نے اٹھا کے بول دیا اور نکل گئے یہاں کہتے ہیں آپ یہ دو قرارداد ہم نہیں چھوڑتے ہیں ہمیں کیا جلدی ہے میں ان ممبروں سے کہتا ہوں کہ آپ اس کو complete کر لیں پھر ہم point of order پر بولتے رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: میرے خیال میں آپ کے سامنے میں تین دفعہ ممبرز سے ریکولسٹ کر چکی ہوں لیکن وہ سننا نہیں چاہے ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: نہیں میڈم اسپیکر! آپ وز کے مطابق چلائیں آپ کس طرح چلاتی ہیں اسمبلی؟

میڈم اسپیکر: جی میں روز کے مطابق چلا رہی ہے لیکن پھر میں سب کے مائیک بند کر دوں یہ ایک ہی صورت حال ہے جی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: جی۔

میڈم اسپیکر: میں نے کہا کہ پھر یہ صورت حال آئیگی at a time بہت سے ممبرز اٹھے کھڑے ہو رہے ہیں پھر میں سب پر کر دوں پھر آپ کہتے ہیں آپ ہم پر سختی کر رہی ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: نہیں آپ دو قراردادوں کو مکمل سنیں، ان پر بحث کر کے پھر چلتے رہیں، پھر point of order دو گھنٹے تک چلتے رہیں وہ جواب دیتے رہیں، ایک ایک کر کے ان کو جواب دینی ہے۔

میڈم اسپیکر: جی زیارتوال صاحب آپ point of order پر بھی اس وقت چھوڑ دینگے پہلے میں۔
 وزیر تعلیم: میڈم اسپیکر! میں point of order نہیں بول رہا ہوں۔
 میڈم اسپیکر: جی، please۔

وزیر تعلیم: زمرک صاحب ٹھیک فرما رہے ہیں جو بھی point of order آجاتا ہے ایک خاص نقطے پر بات کرنی ہوتی ہے۔ اور گورنمنٹ کی طرف سے اس کا جواب دیا جاتا ہے۔ پھر دوسرا جو ساتھی point of order پر کہنا چاہے وہ اٹھ جاتا ہے اور اپنے point of order پر پیش کرتا ہے پھر متعلقہ اس سے جو جواب انکو چاہیے وہ ان کو دیا جاتا ہے۔ میڈم چونکہ آپ کی کارروائی اس وقت ہے اور جن جن نقطے پر دوستوں نے بات کی وہ اتنی اہمیت کی حامل نہیں تھی سوائے کھوسہ صاحب کی جو آدمی انخواہوا تھا یا لیکر گئے ہیں وہ اسمبلی کے نوٹس میں لے آئے ہیں وہ اپنی جگہ پر۔ باقی چیزوں پر جو بھی point of order ہے جو بھی اس پر کہنا چاہتے ہیں گورنمنٹ کی طرف سے اس کو جواب چاہیے۔ اور وہ جواب ہم فراہم کریں گے ان کو مطمئن کریں گے آگے چلیں گے۔
 میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر تعلیم: تو ان کی یہ بات درست ہے۔ میں ابھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں پہلا point of order جو ان کا ہے۔ یہ پنجگور میں تین سولہ تین ہیلتھ ورکرز۔ گورنمنٹ کے طور پر جس طریقے سے آیا ہے اگر یہ missprinting ہے، تو اچھی بات ہے گورنمنٹ کے طور پر ہم محکمہ ہیلتھ اور اسکے منسٹر کے ساتھ اس کو اٹھائیں ان کے ساتھ بات کریں گے، جی۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: اس نے کہا کہ لیڈی ورکرز۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! ابھی انکی بات میں interfer نہ کریں۔

وزیر تعلیم: سردار صاحب! ابھی آپ کی اسمبلی کی معزز رکن محترمہ ثمینہ صاحبہ نے یہ اٹھائی ہے کہ میں نے پوچھ لیا ہے یہ missprinting ہے، غلطی سے اس طریقے سے print ہو چکا ہے، یہ تین سو نہیں ہیں تیس ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: نہیں نہیں یہ تو اسمیں وضاحت کروں میرے پاس میں نے وہ بنایا ہے۔ میں نے سی ایم کے حوالے کیا۔ اگر وہ تین سو کی بجائے missprint ہے تیس ہے، آپ کو پتہ ہے آپ مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ پھر ان دفتروں میں آپ بھی پھرتے رہے ہیں ہم بھی پھرتے رہے ہیں۔
 minimum بیس آدمیوں پر ایک سپروائزر لگایا جاتا ہے اگر وہ بھی missprint ہے یہ دھوکا دینے والی بات

ہے۔ تو اُس اخبار کو ابھی میں منگواتا ہوں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ تین سو پوسٹ پندرہ اسمبلی سپروائزرز، جو ایف اے ہیں پندرہ گاڑیاں اُنکولیں گی۔ پندرہ ڈرائیور ملیں گے۔ تین سو اگر ایک زیر زیادہ لگ گیا تو وہ پندرہ کو، پانچ کیسے لگ گیا؟ یہ دونوں چیزیں آپ دیکھیں۔ اور اس میں آگے یہ missprint نہیں ہے۔

وزیر تعلیم: سردار صاحب میں آپ کی بات کی تائید کرتا ہوں تین سو کیلئے اگر باقی ضلعوں میں ایک ایک سپروائزر دیا ہے۔ یہاں اگر missprinting ہے تو پھر پندرہ سپروائزرز کس لئے؟ تیس پر چالیس پر بیس پر ایک ایک سپروائزر ہے اور کہیں پر ہے بھی نہیں۔ میڈم اسپیکر! اسمبلی پھر ایسا ہے کہ آدھے سے زیادہ صوبے کے اضلاع کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ وہ بھی اپنی جگہ پر ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں ہاؤس کو یا جن لوگوں نے یہ نقطہ اٹھایا ہے کہ ہم یہ اُن کے ساتھ takeover کرینگے اگر وہ اس طریقے سے ہیں، ہم اُس کو اس طریقے سے یہ کام کرنے نہیں دینگے گورنمنٹ کے طور پر۔ ہم اس کو ٹھیک کرینگے۔ اگر ایک ضلع میں آپ تین سو دے رہے ہیں اور پندرہ اضلاع کو ایک بھی نہیں دے رہے ہیں تو اس کو کوئی نہ مان سکتا ہے نہ یہ justified ہے۔ تو اس پر ہم بات کرینگے اور اُن سے پوچھیں گے اور اس کو ٹھیک کرینگے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: sir! آپ یہ process کوڑ کو ادیں میں اور وہ پیش کرونگا کہ اس سے پہلے جا کے وہاں اتنے اتنے bundle ہم لوگوں کے ڈسٹرکٹوں کو کیا، ابھی تک ایک پوسٹ بھرتی نہیں ہوئی ہے۔ میں فلور آف دی ہاؤس میں آپکو گاڑنی سے میڈم اسپیکر! میرٹ پر دو دفعہ میرے ڈسٹرکٹ کی دو سٹیٹس رحیم جان آپ کے knowledge میں میں لارہا ہوں سی ایم صاحب تو تشریف نہیں رکھتے ہیں اس وقت آپ ہی اس کو یہ کریں۔ دو، دو پوسٹیں میرٹ پر دوسری دفعہ وہ کامیاب ہوئے۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! بار بار آپ لوگوں سے کہہ رہی ہوں کہ point of order پر آپ لوگ اس طرح سے بحث نہیں کر سکتے ہیں۔ point آ گیا ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: نہیں اسی point of order پر میں اس کو لقمہ دے رہا ہوں بحث تو نہیں کر رہا ہوں میڈم اسپیکر! اُس کے علم میں نہیں ادھر نہیں لاہوں تو میں کہاں جاؤں۔

میڈم اسپیکر: آپ طریقہ کار کے مطابق آجائیں آپ سوال لے آئیں آپ adjournment motion لے آئیں۔ آپ روز کے مطابق چلیں please۔

وزیر تعلیم: سردار صاحب! میں نوٹ کر رہا ہوں۔ آپ جس چیز پر بھی بات کرنا چاہیں گے چونکہ یہ

اسمبلی ہے سردار صاحب۔

میڈم اسپیکر: آپ اس پر باقاعدہ جو طریقہ کار ہے اسمبلی کا اُس کے تحت قرارداد، تحریک التوا یا سوالات جو بھی لانا چاہتے ہیں، آپ لائیں لیکن point of order پر آپ اس طرح بحث نہیں کر سکتے، جی۔

وزیر تعلیم: میڈم اسپیکر! ایسا ہے جو point of order اس وقت ہمارے سامنے آ گیا ہے میں اُس پر بات کروں گا اور جو مزید لانا چاہتے ہیں اُس پر بعد میں بات کریں گے۔ میں اُسکو نوٹ بھی کرتا ہوں چونکہ یہ ایوان ہے اور دوستوں کا جتنے لوگ یہاں بیٹھے ہیں سب کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ صوبے کے اندر جہاں بھی، کسی کی بھی جانب سے زیادتی ہو یا نظر اندازی ہو رہی ہو، جو بھی الفاظ میں استعمال کروں گا اسکا ازالہ کرنا ہماری ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ چاہے اسمیں میں خود شامل ہوں یا کوئی دوسرا کن ہو۔ اس وقت ہم گورنمنٹ میں ہیں ہمارے پاس وزارتیں ہیں اور ہمارے پاس اختیارات ہیں۔ اور جمہوریت کی معنی یہ ہے کہ جو اختیارات مجھے حاصل ہے کیا وہ میں شہنشاہیت کی طرح استعمال کروں گا یا ایک جمہوری وزیر کی طرح استعمال کروں گا۔ اگر میں جمہوری وزیر کی حیثیت جاؤنگا تو سب دوستوں کو اس ایوان کو وہ قابل قبول ہوگا اگر میں ایک شہنشاہ کی طرح سے جاؤنگا تو یہاں شور شرابا ہوگا اور وہ حق بجانب ہونگے۔ کہ ہم اس طریقے سے نہ جائیں۔ تو میں دوستوں کو یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اس کا ہم نوٹس لیں گے اُن کے ساتھ اس پر بحث کریں گے اور اس طریقے سے انہیں یہ کام کرنے نہیں دیں گے۔ اور وزیر اعلیٰ صاحب اس پر وہ کیمینٹ کے سربراہ ہیں اور قائد ایوان ہیں، وہ اس پر اسکا نوٹس لے سکتے ہیں اور اس کے پاس یہ اتھارٹی ہے۔ اور دوسری جو point of order ہے صابر صاحب، صابر کھوسو صاحب جو اغواء ہوا ہے اُس کا میں ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ، وزارت داخلہ کے ساتھ، سیکرٹری صاحب، آئی جی صاحب یہاں نہیں ہوں گے۔ جو بھی دوست ہوں گے اُنکے ساتھ takeover کرونگا خصوصاً کمشنر کے ساتھ کہ کیا ہوا ہے کس طریقے سے ہوا ہے اور اس میں گورنمنٹ کی اپنی وہ کوشش کر چکے ہیں۔ کیا کیا معلوم کر چکے ہیں۔ اور پھر کھوسو صاحب کو بتا بھی دیں گے۔ اور افسوس کرتا ہوں، دکھ کی بات ہے کہ انسان کو اغواء کرنا اور اس لئے اغواء کرنا کہ آپ کے جیب میں دس روپے ہیں اور یہ دس روپے آپ ہمیں دیں گے یا اپنی جائیداد بیچ کے آپ اُس وقت تک ہمارے ساتھ ریغمال ہیں جب تک آپ مجھے اتنے پیسے نہیں دیں گے۔ تو میں واقعہ کی مذمت بھی کرتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ کھوسو صاحب نے جو اٹھایا ہے مجھے دکھ بھی ہوا ہے اور گورنمنٹ کے طور پر ہم کوشش کریں گے کہ کس طریقے سے اُس کو بازیاب کرا سکیں باعزت طور پر، تو اسکے لئے ہماری کوشش ہوگی

میڈم اسپیکر: جواب دے رہے ہیں، جواب continue کر لیں پھر۔ ہو گیا آپ کا؟ جی مجید چکنی صاحب اس کے بعد میں کارروائی پر آؤں گی please، جی مجید صاحب۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میں ایک ضروری بات کرونگا آپ ریکارڈ منگوائیں ڈاکٹر مالک صاحب سے لے کر کے آج تک چیف منسٹرز اور منسٹروں کا کہ انہوں نے اپنے حلقے کے علاوہ باقی صوبے کے کتنے اضلاع کا دورہ کیا ہے؟ یہ تو آپ ریکارڈ منگوائیں۔ اگر منسٹر ہے پورے صوبے کا ہے؟ اگر چیف منسٹر ہے پورے صوبے کا ہے؟ آپ ریکارڈ منگوائیں کہ پچھلے ساڑھے تین سالوں میں کن کن منسٹروں نے اور سی ایم نے کن کن ضلعوں کا دورہ کیا ہے؟

میڈم اسپیکر: جناب عبدالرحیم زیارتوال صاحب، صوبائی وزیر اور ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی رکن صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 76 پیش کریں۔

ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی: شکریہ میڈم اسپیکر! زیارتوال صاحب آپ کا بھی شکریہ۔ مشترکہ قرارداد نمبر 76۔ ہر گاہ کہ اراکین بلوچستان اسمبلی کی اکثریت جو کہ صوبہ کے دُور دراز علاقوں سے منتخب ہو کر آتی ہیں، موزوں رہائشی سہولیات نہ ہونے کی سبب انہیں رہائشی مشکلات درپیش ہیں۔ اسی طرح وزراء کے لئے بھی باقاعدہ رہائشی سہولیات مہیا نہیں کی گئی ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ معزز اراکان اسمبلی کے لئے پارلیمنٹ لاجز کے طرز پر ایم پی اے لاجز اور وزراء کے لئے منسٹرز انکیو کی تعمیر کے لئے عملی اقدامات اٹھائے۔

میڈم اسپیکر: جی اس پر چونکہ last جو سیشن تھا، اس پر بحث ہوئی تھی۔ تو آپ بات کرنا چاہیں گے اگر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں تاکہ پھر میں منظور کروالوں۔ جی ہاں اس پر کافی detail میں بحث ہو چکی ہے۔ جی وزیر تعلیم: اس کی یہ متن جو ہے یہ complete ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں آپ سے ریکورڈ کرتا ہوں کہ ہاؤس سے اس کی منظوری لے لیں۔

میڈم اسپیکر: آیا مشترکہ قرارداد نمبر۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میڈم ایک چیز ترمیم کر دیں۔

میڈم اسپیکر: ابھی تو ترمیم کے ساتھ آ چکی ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: نہیں ترمیم کے ساتھ یہ پورے ہاؤس کی طرف سے ہو ہم بھی اس کی تائید کر رہے ہیں اس کو پورے ہاؤس کی طرف سے لے لیں سب کا مسئلہ ہے۔

میڈم اسپیکر: ابھی نہیں ہو سکتا اس وقت یہ آچکا ہے۔

وزیر تعلیم: ہاؤس کی جانب سے ہونٹھیک ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: ٹھیک ہم اس کو سپورٹ کرتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی میر جان جمالی صاحب۔

میر جان محمد خان جمالی: میڈم اسپیکر! یہ مناسب نہیں لگتا لیکن ایک update دے دوں زیارتوال صاحب کو بھی اور ہاؤس کو بھی کہ۔ 2013-14ء میں اسکیم یہ ہیں، ایم پی ایز لاجز یہاں شروع کرائی گئی تھیں ڈاکٹر عبدالملک صاحب سی ایم تھے۔ project phases میں کرنے تھے یہ۔ 80 کروڑ کا وہ project تھا اور 2 سے 3 سال میں مکمل ہونا تھا اُس میں سے صرف 14 کروڑ release ہوئے ہیں 10 لاجز بنی تھیں۔ 6 لاجز سینٹ اُنکا structure-complete ہے دوسرے ابھی تک نہیں ہوئے ہیں۔ ابھی آپ نے as a Speaker اُنکے ایم پی اے ہاسٹل کے سامنے اور مزید زمین دینی ہیں کہ اور لاجز بھی بنیں۔ اور یہ جو موجودہ ایم پی اے ہاسٹل ہے یہ بھی مستقبل میں یہ بھی لاجز کا حصہ ہی بن جائیگا یہ اس شکل میں نہیں، لاجز کی شکل میں۔ یہ صرف میں آپ کو دے رہا ہوں پھر آپ کو نہ کہیں زمین ایم پی ایز لاجز کے لیے خریدنی پڑے گی۔ ہاں سردار کھیتران نے بہت اچھا idea دیا تھا کہ آپ نے Minsters Enclaves اگر بنانے ہیں تو وہ آپ چلے جائیں زرغون روڈ جہاں ریلوے کی بہت بڑی زمین پڑی ہوئی ہے اُدھر آپ چھوٹے چھوٹے 600 گز کے گھر جیسے آپ کے اسلام آباد میں ہیں Minsters Enclaves کے گھر، 700 گز میں ہیں 800 گز میں ہیں ایک ایک گھر ہیں فیڈرل منسٹرز کا۔

میڈم اسپیکر: نواب صاحب نے اس پر بڑی اچھی بات کر دی تھی۔

میر جان محمد خان جمالی: تو اس پر یہ بہت اچھا ideal تھا۔ اسی پر ہی اگر وہ اُدھر کر لیں زمین وہ خرید لیں ریلوے سے، گورنمنٹ ٹو گورنمنٹ کر لیں یہ۔ ایک اور چیز میں آپ کا ٹائم لے رہا ہوں۔ آپ نے کوئی بھی کمیٹی اسلام آباد بھیجی ہے، اس سے اچھے حالات اور نہیں ہیں۔ میں صرف اپنے دوست عبداللہ مجید خان کو بتانا چاہتا ہوں۔ اُس کمیٹی میں جو بھی جائے، محمود خان اچکزئی اور حاصل بزنجو کو ساتھ لیں، direct Prime Minister کے پاس جائیں اور کام کرائیں اور مولانا صاحب کی پارٹی کی بھی اُدھر سب اکٹھے ہیں۔ شکر یہ آپ کا۔

میڈم اسپیکر: کیا مشترکہ قرارداد نمبر 76 کو ایوان کی متفقہ طور پر منظور کیا جائے؟ مشترکہ قرارداد نمبر 76 منظور ہوئی۔ جی نصر اللہ زریے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زریے۔ میڈم اسپیکر! صرف دو پوائنٹس ہیں میں زیارتوال صاحب سے ریکورڈنگ کروں گا۔ ایک تو BRCs کے جو ٹیچرز ہیں وہ strike پر ہیں کالجز بند ہیں بچوں کو گھروں پر بھیج دیا گیا ہے۔ تو

سمری وزیر اعلیٰ کی ٹیبل پر تھی آیا وہ sign ہوگئی ہے تاکہ ان سے ہم بات چیت کر کے انکی strike ختم کرا سکیں؟ یہ بہت valid-point ہے کیونکہ ابھی Exams بھی ہو رہے ہیں ابھی نومبر کا مہینہ ہے۔ اس بارے میں زیارتوال صاحب بتائیں۔ دوسرا چونکہ میں ایگر کلچر فوڈ اور لائیو اسٹاک کے اسٹینڈنگ کمیٹی کا چیئرمین بھی ہوں۔ ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں، ایگری کلچر ڈیپارٹمنٹ میں ہمارے جو وہاں گریجویٹس ہیں جو ملازم ہیں پھر ان کو مزید تعلیم کے لیے وہ باہر بھیجتے ہیں، وہاں سے وہ گریجویٹیشن کر کے پھر فیلڈ اسٹنٹ ہو جاتے ہیں۔ پھر انکی ایک خاص پروموشن میں انکی سروس میں ایک پروموشن کوٹہ ہوتا تھا %20 اب اس میں جوان کی جو service structure ہیں جو قواعد و انضباط کا رہے، رولز ہیں سروس کا۔ اسمیں انہوں نے، تبدیلی کی ہے ڈیپارٹمنٹ نے۔ کیوں تبدیلی کی ہے اسکو بھی ہمارے سامنے آنی چاہیے؟ تو میں آپ سے ریکوئسٹ کروں گا یہ میں آپ کو لکھ کر بھی دوں گا تاکہ اسٹینڈنگ کمیٹی میں یہ رولز جو amend ہوئے ہیں کیوں ہوئے ہیں وہ ہمارے سامنے لائے جائیں؟

میڈم اسپیکر: جی آپ اس کو ضرور لکھ کر دیجئے گا تاکہ میں پھر، آپ میرے چیئرمین میں تشریف لے آئیں۔ جی ڈاکٹر قیہ ہاشمی صاحبہ۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میڈم آپ نے۔

میڈم اسپیکر: میں نے کہا آپ لکھ کر دیجئے گا میرے چیئرمین میں آپ تشریف لے آئیں۔

ڈاکٹر قیہ سعید ہاشمی: میڈم اسپیکر! پچھلے ہفتے کے اخبارات سے ہیلتھ کے حوالے سے جو 8 اگست کا سانحہ وکلاء کے ساتھ ہوا تھا تو جو ڈیشنل کمیشن بنی ہے قاضی فائز عیسیٰ کی سربراہی میں وہ اخبارات تو یہی تاثر دیتے ہیں کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا کوئی وجود نہیں ہے بلوچستان میں۔ تو کیا صوبائی حکومت اس معاملے میں جو ڈیشنل کمیشن کی رپورٹ کو سامنے دیکھتے ہوئے اپنی کیا نقطہ نظر پیش کیا ہے؟

میڈم اسپیکر: ابھی تک ڈاکٹر صاحبہ! رپورٹ نہیں آئی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ چونکہ عدالت میں ہے تو ہم اُس پر discuss نہیں کر سکتے ہیں۔ جی ولیم برکت صاحب You are on point of order

جناب ولیم جان برکت: شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ! میں point of order پر تعلیم کے سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی کچھ دن پہلے میں کچھی اور سبی ڈسٹرکٹ گیا تھا۔ چونکہ یہ گرم علاقے ہیں، وہاں جو syllabus دیا گیا ہے بچوں کو حکومت کی جانب سے، وہ مکمل نہیں ہے۔ اُس میں دو دو، تین تین کتابیں کم ہیں۔

اور پانچویں کے اور دوسری کے جو امتحانات ہیں آگے جو وظیفے کے ہیں وہ آنے والے ہیں ابھی تک وہ مکمل نہیں ہیں۔ وہ سیٹ جو ہے ان کو مکمل نہیں کیا گیا ہے اور ان بچوں کے والدین کی یہ شکایت ہے اور ساتھ ہی یہ ہے کہ پانچویں کے بچے وہ جو وظیفہ لیتے ہیں وہ 50 یا 100 روپیہ جو وظیفہ ہوتا ہے، وہ بھی ان کو نہیں دیا جاتا ہے انتظامیہ نے اس کو روکا ہوا ہے۔ براہ مہربانی اس پر وزارت تعلیم غور کرے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی عبدالرحمن کھیتران صاحب! This is the last point of order.

سر دار عبدالرحمن کھیتران: thank you میڈم اسپیکر! ایک تو یہ ہے کہ ایک چٹ مجھے ملا ہے کہ آپ کے اسٹاف کو بونس نہیں ملا ہے فنانس کی طرف سے۔ فنانس اور پی اینڈ ڈی نے دو دو، تین تین دفعہ لے لیا ہے آپ کے اس کو۔۔۔

میڈم اسپیکر: عبدالرحمن کھیتران صاحب آپ کو معلوم ہے کہ یہ matters جو ہیں اسمبلی کے ہیں۔ وہ آپ اسمبلی میں نہیں اٹھا سکتے آپ چیئر میں تشریف لاکر ڈسکس کریں۔

سر دار عبدالرحمن کھیتران: نہیں نہیں یہ گورنمنٹ آف بلوچستان نے بونس دیا ہے؟

میڈم اسپیکر: نہیں لیکن یہ اسمبلی ملازمین کا مسئلہ ہے یہ آپ چیئر میں آ کر یہ مسئلہ ڈسکس کریں۔ جی۔

سر دار عبدالرحمن کھیتران: اچھا یہ آ کر آپ کے چیئر میں discuss کریں گے۔ میڈم اسپیکر! point of order میرا یہ ہے کہ یہاں دو قسم کی لیویز ہے ایک صوبائی ایک وفاقی۔ تو پچھلے دنوں اس کی بھرتیاں ہوئی تھیں، distribution ہوئیں، سفیران کا ممبر بھی آیا، یہاں سے سدرن کمانڈ کے بندے بھی گئے، وہ بھرتیاں ہوئیں، اس پر میرٹ لسٹیں بنیں۔ اس میں کچھ پوٹیں تو Fill-up ہو گئیں، باقی کچھ جو انہوں نے recommend کی ہوئی تھیں پروموٹ ہونے تھے۔

میڈم اسپیکر: کس ڈیپارٹمنٹ کی بات کر رہے ہیں آپ؟ پلیز یہ آپ لوگ معزز اراکین کو بار بار کہا ہے کہ اپنے Mobile switch-off کر کے آئیں پلیز۔

سر دار عبدالرحمن کھیتران: میرا موبائل نہیں بج رہا ہے کسی اور کالج رہا ہے۔ میرے اور آپ کے بجتے رہتے ہیں۔ جبر کام نہیں کر رہا ہے۔ تو اس میں یہ ہوا کہ صوبائی گورنمنٹ نے، میری ہوم منسٹر سے بھی بات ہوئی ہے۔ میری سفیران کے، اپنے منسٹر جنرل عبدالقادر سے بھی بات ہوئی ہے۔ یہ تھر و گورنر ایک سمری بنی ہے، جن کی پر مشن ہونی ہے، صوبائی گورنمنٹ plus گورنر صاحب، پھر یہ سفیران سے ہو کر پھر پریزیڈنٹ نے

اسکی approval دینی ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے عبدالمجید خان بات سن لیں آپ سے متوجہ ہوں کہ یہ کمیٹی جو آپ کی سربراہی میں بن رہی ہے ہم نے suggest کیا ہے۔

میڈم اسپیکر: کون سی کمیٹی؟

سردار عبدالرحمن کھیتراں: وہ جو یہ بلیو پاسپورٹ وغیرہ آپ کہہ رہے تھے۔

میڈم اسپیکر: نہیں وہ تو آپ نے suggestion دی لیکن وہ بن چکی ہے۔ وہ کسی کی سربراہی میں

نہیں، وہ نواب صاحب کی صوابدید پر چھوڑا ہے کہ وہ خود اسے lead کریں یا باقی ممبرز پارلیمانی لیڈرز۔۔۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: کیونکہ عبدالمجید خان active تھا تو میں۔۔۔

میڈم اسپیکر: جی۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: تو یہ میری گزارش یہ ہے کہ آپ کی good office سے ایک لیٹر چلا جائے

کہ یہ جنرل عبدالقادر سفیران کو اور پریزیڈنٹ ہاؤس کو بھی کہ یہ پر مشورہ کا کیس گیا ہوا ہے اسمیں میرے ڈسٹرکٹ کے 64 بچے ہیں جو ابھی تک مطلوب ہیں میرٹ لسٹ پر آگئے ہیں مطلب ان کی employment ہونی

ہے تو وہ در بدر پھر رہے ہیں، kindly آپ کی good office سے ایک لیٹر چلا جائے۔

میڈم اسپیکر: آپ تشریف لے آئیں، اس پر بھی بات ہوگی۔ ابھی میں گورنر بلوچستان کا حکم نامہ پڑھ

کر سکتی ہوں۔

ORDER

In exercise of the powers conferred on me by Article 109(B) of the constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973, I Muhammad Khan Achakzai, Governor Balochistan hereby order that on conclusion business the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Saturday, the 12th November 2016.

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس دوپہر 01 بجکر 40 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆